Part - 6

خطبات ارشدی

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (whatsapp only)

فہرست

[سلفیت ہی نجات کا راستہ](#)........................... 2

[کلمہ توحید کے آٹھ شرائط](#) 62

[دنیا کو سود سے پاک کرنا وقت کی اہم ضرورت](#).... 116

[اسلام میں معصوم مسلم اور غیر مسلم کے جان ومال کی حفاظت ضروری](#) 165

سلفیت ہی نجات کا راستہ

عناصرِ خطبہ:

تمہید

خوارج اور ان کے ہم مزاج لوگوں کے گمراہ افکار

سلفیت کی تعریف اور اس کا مفہوم

مخالفینِ سلفیت کے اعتراضات اور ان کے جوابات

سلفیت کی اہمیت وفضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں

سلفیت اس طریقے کا نام ہے جس پر خیر القرون المشہود لہا بالخیر یعنی صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی مبارک جماعت کے روشن نقوشِ قدم ثبت ہیں، فرمانِ نبوی کے مطابق یہ تینوں ادوار (یعنی صحابہ و تابعین اور اتباع تابعین کے زمانے) خیر سے بھرپور اور منور ہیں، چنانچہ سلفیت اسی طریق کو اپنا منہج و مسلک قرار دیتی ہے، کسی مخصوص شخصیت، ادارے، ملک اور فکر ورائے کے بجائے یہ طریقِ محمدی کو اپنا امام ورہبر جانتی اور مانتی ہے، شریعت کے مزاج کے مطابق اپنی سوچ کو ڈھالتی اور اور شرعی اصولوں کے موافق اپنے اعمال ترتیب دیتی ہے۔

ان سب کے باوجود میڈیا کے بعض گوشے آج سلفیت کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش میں لگے ہیں، سلفیت

کو بدنام کرنے میں جہاں میڈیا کے بعض گوشوں کا ہاتھ ہے وہیں بعض کم فہم نوجوانوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے، اس لیے ضرورت محسوس کی گئی تاکہ سلفیت پر دھبّہ لگنے سے پہلے ہم اس پیارے لقب "سلفیت "کو بچالیں۔

میں اکثر ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ کرتے رہتا ہوں، جب میں مختلف مقامات کے ذمہ داروں سے ملاقات کرتا ہوں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ! یہاں کچھ نوجوان ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں کوئی عالم ہی نہیں ہے۔ یہ وہ نوجوان ہیں جن کے پاس اصولِ فقہ کا علم نہیں ہے، انہیں اصولِ حدیث کی جانکاری نہیں ہے، انہیں اصولِ تفسیر کا بھی اتہ پتہ نہیں ہے۔ یہ ایسے نوجوان ہیں جو کسی بھی مدرسے کے فارغ نہیں ہیں، چاہے مدینہ یونیورسٹی ہو یا ام القریٰ اور جامعہ ملک سعود ہو یا پھر ہندوستان کے مشہور مدارس جیسے جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ دارالسلام عمرآباد اور جامعہ محمدیہ۔ یہ لوگ

کہاں سے پڑھے ہوئے ہیں؟ انٹرنیٹ پر کسی نے ان سے اسلام کا کچھ تعارف کروا دیا ہے تو انہوں نے سمجھا ہے کہ انہیں جو یہ علم مِلا ہے وہ اتنا عظیم علم ہے کہ یہ کسی عالم کے پاس بھی نہیں ہے۔

خوارج اور ان کے ہم مزاج لوگوں کے گمراہ افکار:

علماء کرام اپنے تواضع کی وجہ سے اپنا علم بتلاتے ہوئے نہیں پھرتے، جس کی وجہ سے کم علم نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس بہت سارا علم ہے اور ان کے جیسا کوئی عالم ہی نہیں ہے، اچھا! تو پھر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ 25 کروڑ مسلمان اپنے دینی مسائل کس سے معلوم کریں؟ کیونکہ یہاں تو کوئی عالم ہی نہیں ہے۔

یہ خوارج کی سوچ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے زمانے میں وجود میں آئے تھے، ان کا طریقہ کار بھی یہی ہوتا تھا کہ سب سے پہلے وہ اسلام کی بڑی شخصیات کی ایمیج IMAGE اور ان کے مرتبہ کو گرادیتے تھے، جیسا کہ ذوالخویصرہ نامی شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا"یا محمد ! اعدل فانک لا تعدل[1]"

[1] بيْنَما نَحْنُ عِنْدَ رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ وهو يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ –وهو رَجُلٌ مِن بَنِي تَمِيمٍ– فَقالَ: يا رَسولَ اللَّهِ، اعْدِلْ، فَقالَ: ويْلَكَ! ومَن يَعْدِلُ إذَا لَمْ أَعْدِلْ؟! قدْ خِبْتَ وخَسِرْتَ إنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ. فَقالَ عُمَرُ: يا رَسولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لي فيه فأضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقالَ: دَعْهُ، فإنَّ له أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مع صَلَاتِهِمْ، وصِيَامَهُ مع صِيَامِهِمْ، يَقْرَؤُونَ القُرْآنَ لا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إلى نَصْلِهِ فلا يُوجَدُ فيه شَيءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إلى رِصَافِهِ فَما يُوجَدُ فيه شَيءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إلى نَضِيِّهِ –وهو قِدْحُهُ– فلا يُوجَدُ فيه شَيءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إلى قُذَذِهِ فلا يُوجَدُ فيه شَيءٌ، قدْ سَبَقَ الفَرْثَ والدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، ويَخْرُجُونَ علَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ. قالَ أَبُو سَعِيدٍ: فأشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هذا الحَدِيثَ مِن رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ،

اے محمد عدل وانصاف کرو، کیونکہ آپ انصاف نہیں کر رہے ہیں (نعوذ باللہ)"، اس شخص نے سب کے سامنے نبی اکرم ﷺ کی عزت گرانے کی کوشش کی تھی۔

اسی طرح انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مشہور کر دیا تھا کہ انہوں نے آلِ بیت کا حق دبایا ہے۔

یہ لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں اور انہیں یہ معلوم رہتا ہے کہ لوگ کن چیزوں سے ان کے جھانسے میں آتے ہیں، یہ لوگ ہجرت اور جہاد جیسے پاک الفاظ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں، ان لوگوں کے پاس پہلے سے شعلہ نما پیشکش [2] flamboyant presentation

---

وأَشْهَدُ أنَّ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وأَنَا معهُ، فأمَرَ بذلكَ الرَّجُلِ، فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ به، حتَّى نَظَرْتُ إلَيْهِ علَى نَعْتِ النَّبيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ الذي نَعَتَهُ. أخرجه البخاري (3610)، ومسلم(1064)

[2] The term "flamboyant presentation" can be interpreted in various contexts, each emphasizing elaborate and striking displays.

1. Public Speaking and Visual Presentations:

In the realm of public speaking and visual presentations, a flamboyant presentation refers to a style characterized by:

Vivid Visuals: Utilizing bright colors, dynamic animations, and engaging multimedia elements to captivate the audience.

Expressive Delivery: Employing enthusiastic gestures, varied vocal tones, and dramatic expressions to convey messages compellingly.

Creative Storytelling: Crafting narratives that are imaginative and memorable, often incorporating humor or unexpected twists.

This approach aims to leave a lasting impression and effectively communicate ideas by engaging the audience's senses and emotions.

عوامی تقریر اور بصری پیشکشوں کے میدان میں، ایک شعلہ نما پیشکش ایک ایسے انداز کی نمائندگی کرتی ہے جو درج ذیل خصوصیات سے مزین ہوتی ہے:

روشن بصریات: سامعین کو متوجہ کرنے کے لیے چمکدار رنگوں، متحرک اینیمیشنز، اور دلکش ملٹی میڈیا عناصر کا استعمال۔

پُرجوش اندازِ بیان: پیغامات کو مؤثر طریقے سے پہنچانے کے لیے پُرجوش اشاروں، متنوع آواز کے لہجوں، اور ڈرامائی تاثرات کا استعمال۔

تخلیقی کہانی سنانا: ایسی کہانیوں کی تشکیل جو تخلیقی اور یادگار ہوں، جن میں اکثر مزاح یا غیر متوقع موڑ شامل ہوتے ہیں۔

یہ طریقہ کار سامعین کے حواس اور جذبات کو مشغول کرکے ایک دیرپا تاثر چھوڑنے اور خیالات کو مؤثر طریقے سے پہنچانے کا مقصد رکھتا ہے۔

ہوتا ہے اور ان کے پاس بڑے دلچسپ اور جاذبِ نظر موضوعات Attractive Title ہوتے ہیں جیسے انہوں نے اس زمانے میں " آلِ بیت " اور " اَفضیلتِ علی رضی اللہ عنہ " جیسے موضوعات لے کر لوگوں کو آسانی سے اپنے جال میں پھنسا لیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ آلِ بیت اور علی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے۔

یہ لوگ بالکل یہی حربہ ہندوستانی ماحول میں بھی اپنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہ کبارِ علماء کے نام لیکر ہندوستان کے کی علماء کے تشخص کو گِرانے میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ لوگ خود بھی خوارج ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی خوارج بنا دیتے ہیں۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو کسی کی بڑائی ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے ہیں جیسے کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی

اللہ عنہ کا ٹائٹل لگا کر لوگوں کا ذہن بنا دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی کہ انہوں نے کس کا قتل کر دیا ہے، یہ خوراج کے بنائے ہوئے ذہن ہوتے ہیں کہ انہیں پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ کس کے خلاف زہر افشانی کر رہے ہیں، یہاں تک کہ وہ قتل کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں اور انہیں پتا بھی نہیں چلتا ہے کہ وہ کس کا قتل کر رہے ہیں۔

انہوں نے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بڑا بنا دیا، کیا ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑائی قبول کی؟ ہر گز نہیں!، انہوں نے بعد میں جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر دیا۔

اس لیے تاریخ کے ماہرین نے یہ کہا ہے کہ تاریخِ اسلام میں جتنے فرقے نکلے ان فرقوں میں سے سب سے خطرناک فرقہ اور بدترین فرقہ خوارج کا ہے، کیونکہ یہ خود

اپنے اہلِ علم علماء کے قتل کے سبب بنتے ہیں۔ اور ہوا بھی ایسا ہی ہے۔

جب علی رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی تو انہوں نے اپنا ایک علاقہ بنا لیا اور کہا کہ اس علاقے میں رہنے والے حق پرست ہیں، اور باقی کے تمام دنیا کے علاقوں میں رہنے والے کافر ہیں۔

یہ بتدریج کام انجام دیتے ہیں، شروع میں حق اپنے آپ کو دیندار بتلاتے ہیں، کتاب و سنت سے اپنے قرب کا اظہار کرتے ہیں، پھر کبھی اپنے آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نبی اکرم ﷺ کے راستے پر چلنے والا بتلاتے ہیں، اس طرح جو ہمارے کم علم نوجوان ہیں ان کے ان ٹائٹل سے اور ان سے متاثر ہو جاتے ہیں، پھر اس کے بعد وہ لوگ ان نوجوانوں کو ہجرت کے لیے اکساتے ہیں، آخر میں

ان نوجوانوں کو دہشت گرد تنظیم کے حوالے کر دیتے ہیں، نتیجہ میں سلفیت بدنام ہو رہی ہے۔

اسی طرح سے یہ لوگ تکفیر کا راستہ بھی اپنانے لگتے ہیں۔ یعنی ہر ایک کو کسی نہ کسی بنیاد پر کافر قرار دیتے ہیں، کبھی یہ لوگ ہجرت کا لفظ استعمال کرتے ہیں، کبھی یہ لوگ جہاد کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی یہ لوگ "الولاء والبراء" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جس طرح سے قبروں کو سجدہ کرنے والا اولیاء کرام رحمھم اللہ کا ٹائٹل استعمال کرتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی ہجرت، جہاد اور الولاء والبراء کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اگر یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں کوئی عالم ہی نہیں ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ ہی حقیقتاً عالم ہیں تو پھر ان لوگوں کو سن لینا چاہیے کہ عرب کے ایک بہت بڑے عالمِ دین "شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ" کا یہ فتوی ہے کہ

" یہ دور صلح حدیبیہ کا دور ہے "۔ بعض لوگ یہ بحث کرتے ہیں کہ یہ مکّی دور ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ دور مدنی دور ہے، یہ زمانہ نہ مکی ہے اور نہ مدنی ہے بلکہ صلح حدبیہ کا دور ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کی تو پوری طاقت رکھتے ہوئے بھی کفارِ قریش سے صلح نامہ پر دستخط کیا۔

آج کے دور میں بھی بڑے بڑے ممالک نے مل کر یہ معاہدہ کیا ہے کہ ایک دوسرے سے مل جل کر اور ایک دوسرے سے تجارتی تعلقات بڑھاتے ہوئے امن وشانتی سے رہیں گے۔ ایک سچا مسلمان جب کبھی صلح یا معاہدہ کرتا ہے تو وہ اسے پورا کرتا ہے، اگر سامنے والا کسی معاہدہ کو توڑتا ہے تو مسلمان کبھی خود سے اس معاہدہ کو نہیں توڑتا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اور نبی اکرم ﷺ نے کبھی اپنے کیے ہوئے وعدوں اور معاہدوں کو نہیں توڑا۔ آج ہم بھی وہی قوم ہیں جو محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین

کو فالو کرنے والی قوم ہیں لیکن آج کے زمانے میں کوئی انسان ان ممالک کے کیے ہوئے معاہدوں کو توڑتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے محمد ﷺ کی سیرت کو نہیں سمجھا ہے، اس نے اسلام نہیں سمجھا ہے، اور اس کا علم کچا اور آدھا سارا ہے، ایسا انسان خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

تمام لوگوں سے یہ سوال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد جہاد کیا تھا یا دعوت کا کام کیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعوت کا کام پہلے سے کہیں زیادہ زوروں سے کیا تھا، آپ ﷺ نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ہم ایسے نام نوجوانوں سے سوال کرتے ہیں کہ تم یہ سنت کب اپناؤ گے؟ جب سارے ممالک نے معاہدہ کرلیا تو ہمیں موقع مل گیا ہے کہ ہم اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو اسلام سے

متعارف کروائیں، ان کے درمیان اسلام کی دعوت پھیلائیں، خود مسلمانوں کی صحیح تربیت کریں اور تعلیمی اداروں کا قیام کریں۔

یہاں پر بھی شیطان نے جھانسہ دیا کیونکہ یہ شیطان تعلیم پسند نہیں کرتا، شیطان دعوت و اصلاح کا مزاج پسند نہیں کرتا اور نہ ہی شیطان کو تزکیہ و تربیت کے کام پسند ہیں، شیطان کو جذباتی قسم کے لوگ چاہیے تاکہ وہ ان سے اپنے پسندیدہ کام لے سکے، اسے خوارج جیسے تکفیری مزاج اور متشدد لوگ چاہیے جن کے ذریعے وہ امت کے اندر تشدد، انتہاپسندی، تکفیریت اور گمراہی کو عام کرسکے۔

آج کا موضوع حالات اور حقیقی واقعات کے عین مطابق ہے، سلفیت کو بدنام ہوتے دیکھ کر بے حد تکلیف ہوتی ہے، یہ چند سطور اسی تکلیف کا اظہار ہے تاکہ ہمارے معصوم

نوجوان کسی کے جھانسے میں آکر بھٹک نہ جائیں، اور یہ بھی میرے ذہن میں ہے کہ ہمارے کچھ نوجوان ایسا کچھ نہ کریں جس سے سلفیت پر دھبّہ آجائے اور میڈیا کے بعض گوشوں کو اسے پروپیگنڈہ بنا کر اچھالنے کا موقع مل جائے۔

بعض نوجوان دہشت گرد تنظیموں میں کیوں شامل ہو رہے ہیں؟ ایسے کاموں میں ان سلفیوں کا نام ہی کیوں آرہا ہے؟ میں نے جواب میں کہا" آپ کے سوال کی طرح ہی ایک سوال مجھ سے کسی اور نے بھی کیا تھا کہ داڑھی رکھنے والے چوری کیوں کرتے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا تھا کہ "داڑھی والے چوری نہیں کر رہے ہیں بلکہ چور خود داڑھی رکھ رہے ہیں، ان چوروں نے اپنی داڑھی اپنی چوری چُھپانے کے لیے استعمال کی ہے، لہذا کچھ چوروں نے اگر اپنی چوری چُھپانے کے لیے داڑھی رکھ لی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ

داڑھی خراب ہے یا اس میں داڑھی کی غلطی ہے بلکہ اس نے گویا اپنی خراب چیز چُھپانے کے لیے کسی اچھی چیز کا استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ داڑھی برانڈڈ ہے۔ بالکل اسی طریقہ سے کچھ دہشت گردانہ مزاج کے لوگ جو دہشت گرد تنظیموں سے جُڑے ہوئے ہیں انہوں نے سلفیت کا ٹائٹل استعمال کیا ہے کیونکہ آج کے وقت میں بھی دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ غیور اور متحرک سلفی ہی ہیں۔ آج کے زمانہ میں جید علمائے کرام اگر کسی کے پاس ہیں تو وہ سلفی لوگ ہیں، سب سے زیادہ اور پُر اثر تحریریں اپنے منہج پر لکھنے والے لوگ سلفی ہی ہیں۔

فی الوقت خلیج کے جو بادشاہ ہیں وہ بھی سلفیت کے ہی ماننے والے ہیں۔ عرب دنیا کے بہت سے کروڑ پتی افراد دین پسند اور سلفی مزاج ہی کے ہیں۔ یہ خوارج زدہ متشدد اور تکفیری مزاج کے لوگوں کو معلوم ہے کہ اگر انہیں فنڈ جمع

کرنا ہے تو انہیں کس ٹائٹل کا استعمال کرنا ہے؟ انہیں سلفیت کا ہی ٹائٹل استعمال کرنا پڑے گا اور سلفیت ایک برانڈ brand نام ہے، دنیا کا اصول ہے کہ جو برانڈ جتنا بڑا اور وقیع ہوتا ہے اسی کی نقل مارکیٹ میں زیادہ نکلتی ہے، اب جب کہ سلفیت ایک زبردست برانڈ ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ اس کے duplicate مارکیٹ میں ضرور آئیں گے، لہذا ہمارے لیے ان Duplicates کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے لانا ضروری ہے کہ اصل برانڈ کی ساکھ متاثر نہ ہو اور اس کی شبیہ Image پر دھبّا نہ لگے۔

اگر داڑھی رکھنے والا چوری کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ چوروں نے داڑھی رکھ لی ہے۔ بالکل اسی طرح جب کوئی خوارج کا ذہن رکھتا ہے اور اپنے بُرے اعمال کو بچانے کے لیے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لیے سلفیت کا نام لے رہا

ہے تو یہ اس کی اپنی سوچ ہے اور اس سے سلفیت بالکل مبرّا اور پاک ہے۔

اگر کوئی مسلمان شراب پیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام میں شراب حلال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دہشت گردی کرتا ہے، لوگوں کا ناحق خون بہاتا ہے، لوگوں کو اس کام پر اُبھارتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے سلفی ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے تو سلفیت اس کے اس عمل سے بَری ہے اور سلفیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سلفیت کی تعریف اور اس کا مفہوم:

لفظ "سَلَف" (سین پر زَبر اور لام پر زَبر) کی طرف جب نسبت کی جاتی ہے تو سلفی کہا جاتا ہے، اس کا مطلب بتلاتے ہوئے شیخ السمعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "سَلَف سے مراد

نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین، تابعین عظام اور تبع تابعین ہیں۔ جو خیر القرون کے زمانہ کے لوگ تھے، جو نیک لوگ تھے، انہیں سلفی کہہ کر یاد کیا جاتا ہے"۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بعد آیا ہے۔ جب کہ امام السمعانی رحمہ اللہ نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کافی پہلے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام " الانساب " ہے۔ اس کتاب میں مؤلف کے زمانے میں پائی جانے والی نسبتوں پر بحث کی گئی ہے، اس کتاب میں بھی امام السمعانی رحمہ اللہ نے لفظ سلفی کی نسبت کا معنی بتلایا ہے۔ گویا ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے بھی اس لفظ کا استعمال ہوا کرتا تھا، الحمدللہ!

ہر دَور میں انسانوں نے اسلام سمجھنے کے لیے دو راستے اپنائے ہیں:

1: ایک راستہ ہے سلفیت کا

2: دوسراراستہ ہے خَلفیت کا (خاف پر زَبر اور لام پر جَزم)

یہ خلفیت سلفیت کی ضِد ہے اور قرآن مجید میں بھی اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے، اس سے مراد بُرے لوگ ہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا" "ترجمہ: پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا " ۔(سورۃ مریم:59)

کل میں سلف کی تعریف کے سلسلے میں مطالعہ کر رہا تھا کہ علماء کرام نے اس کی تعریف Definition کن الفاظ میں کی ہے؟ ایک عالم صاحب جن کا نام امام سفارینی رحمہ اللہ ہے، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "لوامع الانوار

"[3] ہے، اس کی جلد نمبر ایک اور صفحہ نمبر 20 پر لکھا ہوا ہے۔

اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

---

[3] كتاب "لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية لشرح الدرة المضية في عقد الفرقة المرضية" هو مؤلَّف في العقيدة الإسلامية من تأليف الشيخ شمس الدين، أبو العون محمد بن أحمد بن سالم السفاريني الحنبلي (المتوفى عام 1188هـ). يُعَدُّ هذا الكتاب شرحًا لمنظومته المعروفة بـ"الدرة المضية في عقد الفرقة المرضية"، والتي تتناول عقيدة أهل السنة والجماعة.

يُركز الكتاب على شرح معتقدات أهل السنة والجماعة، مع توضيح الفرق بينها وبين المذاهب الأخرى، ويُعَدُّ من المراجع المهمة في دراسة العقيدة الإسلامية وفقًا للمنهج السلفي.

يتألف الكتاب من مجلدين، وقد نُشر من قبل مؤسسة الخافقين ومكتبتها في دمشق، الطبعة الثانية، عام 1402 هـ – 1982 م .
SHAMELA.WS

يمكنك الوصول إلى نسخة إلكترونية من الكتاب عبر موقع المكتبة الشاملة .
SHAMELA.WS

" الْمُرَادُ بِمَذْهَبِ السَّلَفِ مَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ الْكِرَامُ - رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ - وَأَعْيَانُ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَأَتْبَاعُهُمْ وَأَئِمَّةُ الدِّينِ مِمَّنْ شُهِدَ لَهُ بِالْإِمَامَةِ، وَعُرِفَ عِظَمُ شَأْنِهِ فِي الدِّينِ، وَتَلَقَّى النَّاسُ كَلَامَهُمْ خَلَفٌ عَنْ سَلَفٍ، دُونَ مَنْ رُمِيَ بِبِدْعَةٍ، أَوْ شُهِرَ بِلَقَبٍ غَيْرِ مَرْضِيٍّ مِثْلِ الْخَوَارِجِ وَالرَّوَافِضِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِئَةِ وَالْجَبْرِيَّةِ وَالْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَالْكَرَّامِيَّةِ"

الكتاب: لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية لشرح الدرة المضية في عقد الفرقة المرضية - ج 1 ص 20

المؤلف: شمس الدين، أبو العون محمد بن أحمد بن سالم السفاريني الحنبلي (المتوفى: 1188هـ)

" سلفیت سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین تھے، جن

کی امامت کی گواہی دی گئی ہو اور دین میں جن کی عظیم شان معروف ہو ر حمھم اللہ، لوگوں نے ان کی اسلاف سے مروی باتوں کو حاصل کیا ہو، جو بدعت میں ملوث نہ ہوں اور گمراہ فرقوں کے القاب سے مشہور و معروف اور متفق نہ ہوں جیسے خوارج ،روافض، قدریہ، مرجئہ ،جبریہ ،جہمیہ ،معتزلہ اور کرامیہ وغیرہ"۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کی لفظ "سلفیت" پر کی گئی تعریف Definition دیکھتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے الگ الگ کتابوں میں ذکر فرمایا ہے، " القرآن والسنة بفهم سلف هذه الامة "یعنی قرآن مجید و حدیث کو ایسے سمجھنا جیسے ان کو اس امت کے سلف نے سمجھا ہوا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے " سلفیت " کی تعریف Definition بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو:

علمی طور پر(Knowledge)، عملی طور پر(Practice)، فہم کے طور پر (Understanding)، تطبیقی طور پر (Implementation)سلف کا راستہ اپناتا ہے تو اس گروہ کو سلفی کہا جاتا۔

شیخ بن باز رحمہ اللہ نے سلفیت کی تعریف Definition کرتے ہوئے اپنی ایک کتاب " العقيدة الصحيحة وما يضادها "میں لکھا ہے کہ "جو صحیح عقیدہ ہے وہ سلف کا راستہ ہے اور اس صحیح عقیدے سے جو بھی ٹکرائے وہ باطل ہے اور خلف کا طریقہ اور راستہ ہے"۔

شیخ صالح بن فوزان رحمہ اللہ نے بھی سلفیت کی تعریف Definition بیان کی ہے،جب ہم مدینہ یورنیوسٹی میں تھے تو ایک طالبِ علم نے شیخ سے سوال کیا تھا،اس کے جواب میں شیخ نے کہا تھا کہ ہم نے سلفیت کو اپنا بھی لِیا ہے اور پَرکھ بھی لِیا ہے،یعنی اس پر ہم نے عمل بھی کر کے دیکھ لِیا

ہے، یہ آزمودہ نسخہ ہے، اور یہ سلفیت اسلام سمجھنے کے لیے سب سے زیادہ محفوظ secure راستہ ہے، سلفیت کا راستہ جنت میں لے جانے کا سب سے محفوظ secure راستہ ہے۔

دنیاوی اعتبار سے بھی اس راستے کے فوائد پر غور کریں۔ پہلے سعودی عرب میں شرک تھا لیکن اب وہ زمین شرک سے پاک ہوچکی ہے، پہلے سعودی عرب میں بدعتیں تھیں جب سے سلفیت آئی ہے تو بدعتیں سب کی سب ختم ہوچکی ہیں، پہلے غربت وافلاس تھی لیکن سلفیت کی وجہ سے نہ صرف سعودی عرب کے لوگ خود کفیل ہوگئے ہیں بلکہ دنیا کے ہزاروں گھروں کا چولہا آج سعودی عرب کے ذریعہ سے جَلتا ہے، جب اس قوم نے سلفیت کو اپنا لیا تو یہ سب کچھ ہوا، پھر اس کے بعد شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ اب ہم اور کسی نئے نسخہ کو آزمانے والے نہیں ہیں۔ اللہ اکبر! کتنی آسانی سے انہوں نے سلفیت کو سمجھا دیا ہے؟ کتنے

پیارے انداز میں انہوں نے مشکل مادے subject کی تفہیم کر دی ہے ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے علم میں برکت دے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اعمال کو قبول فرمائے، آمین!

ان سب تعریفوں کے علاوہ ایک اور کتاب جس کے مؤلف شیخ عبد اللہ بن عبد الحمید الاثری ہیں، نیز اس کتاب کی قبولیت پر 17 علمائے کرام کے دستخط ہیں، جن میں بڑے بڑے نام شامل ہیں جیسے شیخ صالح الفوزان، شیخ سعود الشریم، شیخ بن باز رحمہ اللہ، شیخ عبد الکریم ناصر العقل، گویا کہ فی الوقت کے اعلیٰ سطح کے کبارِ علماء شامل ہیں۔ ان سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آج کے دور میں نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور اس کا نام ہے "سلفیت"۔ اس کا طریقہ ٔ کار کیا ہے؟ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی بات آجائے تو نبی اکرم ﷺ

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی بات آگے کرنا چاہیے اور اپنی بات پیچھے ڈال دینا چاہیے۔

اور یہ بات واضح ہے کہ جب تک مسلمان ان چار ڈپارٹمینٹ میں 1۔ عقیدہ 2۔ فروع 3۔ سلوک اور 4۔ فکر میں سلف کا راستہ نہیں اپنائیں گے اس وقت تک انہیں نجات نہیں مِل سکتی۔ ان چاروں ڈپارٹمینٹ میں جب تک مسلمان اپنی اپنی باتوں کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی بالادستی قائم نہیں کریں گے اس وقت تک وہ سلف کے راستہ پر نہیں آسکتے۔

مخالفینِ سلفیت کے اعتراضات اور ان کے جوابات:

کچھ لوگ ہیں جو سلفیت کو گِرانے اور اسے بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا پہلا اعتراض ہے:

1۔ یہ سلفیت کا نعرہ اتحاد کے لیے رُکاوٹ ہے۔

بعض لوگ خاص کر آج کے دَور کے کچھ پڑھے لکھے لوگ وہ یونیٹی Unity کو بہت زیادہ ہائی لیٹ Highlight کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ہمارے لیے اسلام اور مسلم ٹائٹل کافی ہے، یہ سلفیت کا نعرہ اور سلف کا لفظ ہمارے اتحاد کو کمزور کر رہا ہے، اس کی دعوت سے اتحاد کو خطرہ ہے، جب اتحاد مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہو گیا تو یہ سلفیت کا ٹائٹل اتحاد کے لیے بہت بڑی رُکاوٹ بن رہا ہے"۔ ایسے لوگوں سے میرا یہ کہنا ہے کہ میرے بھائی! اگر آپ کے ذریعہ سے لوگ کسی غلط بات پر متحد ہو جائیں اور کسی غلط راستے پر سب کے سب متحد ہو جائیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سارے متحد لوگوں کو ان کے اتحاد کے ساتھ جہنم میں پھینک دے گا،

ایسے اتحاد کا کیا فائدہ ہے؟ یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ ایسے لوگوں کی سوچ دنیا پرست ہو گئی ہے، اس لیے یہ لوگ کہتے ہیں کہ سارے مسلمان متحد ہو جائیں گے تو ہماری حکومت بنے گی، پھر ہم ایسا کریں گے۔۔۔ ایسا ہو جائے گا اور ویسا ہو جائے گا۔۔۔ میرے بھائی! یہ صرف دنیوی فائدے ہیں، لوگوں کو ایسے اتحاد کا جھانسہ دے کر کب تک گمراہ کرو گے؟ یہ سب دنیوی فائدے ہیں لیکن آخرت میں سب سے بڑا نقصان ہو گا۔ ہم مسلمان دنیوی نقصان گوارا کر لیں گے لیکن جہنم میں جانا گورا نہیں کریں گے۔

آپ لوگوں کو دنیا اور آخرت کے فائدے چاہیے تو یہ صرف اور صرف سلفیت میں ہی ہیں، کوئی شخص اسے تسلیم نہیں کرتا ہے تو نہ کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو سلفیت کو غالب کر کے رہے گا۔

یہ کہنا کہ سلفیت کا لفظ کہنے سے اتحاد نہیں ہوتا، اس کا جواب یہ ہے کہ اتحاد کے لیے سب سے بہترین راستہ یہی سلفیت ہی تو ہے، وہ کیسے ؟ اسی راستہ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنایا تو سب کے سب متحد ہو گئے۔ ان کے درمیان فرقے نہیں تھے، کیا آپ نے کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں سنا ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے ناموں سے فرقے بنائے تھے؟ مثلا یہ ابو بکری فرقہ ہے، وہ عمری فرقہ ہے، فلاں عثمانی فرقہ ہے تو فلاں علوی فرقے کو ماننے والا ہے، ہم نے ایسے فرقے کبھی نہیں سنے، حالانکہ اختلافات ان کے دور میں بھی ہوتے تھے لیکن فرقہ واریت نہیں ہوتی تھی، ایسا کیوں تھا؟ کیونکہ جب ان کے پاس کتاب و سنت کی بات آتی تھی تو وہ اپنی بات پیچھے ڈال دیتے تھے اور آج ہم بہانے بنا بنا کر مخالفتیں کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے راستہ پر چلنے سے اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کے راستہ پر چلنے سے:

- اتحاد بھی مل جائے گا ان شاء اللہ
- نجات بھی مل جائے گی ان شاء اللہ
- فرقوں سے بھی نجات ملے گی ان شاء اللہ
- فتنوں سے بھی نجات ملے گی ان شاء اللہ

2۔ ایک اور اعتراض لوگ سلفیت پر کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ نے محمدی لفظ کیوں نہیں رکھا، یہ لفظ سلف سے بھی اچھا ہے نا؟ اگر ہم سلف کے نام سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ تک پہونچتے ہیں تو خود کو محمدی کہنے سے ڈائرکٹ نبی اکرم ﷺ تک پہونچیں گے۔

شیخ زید بن ہادی المدخلی نے اس بارے میں ایک بہترین جواب دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ "کیونکہ محمدی میں سب شامل ہو جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کی ساری امت کو محمدی کہیں گے، آج کے دور میں دنیا میں جو کوئی بھی ہے اور کسی بھی مذہب اور مسلک کا ماننے والا ہے تو اسے محمدی کہیں گے، ایسے میں نبی اکرم ﷺ کی امت کے دو حصے ہو جاتے ہیں ایک ہے امتِ دعوت اور دوسرا حصہ ہے امتِ اجابت، امتِ دعوت سے مراد تمام غیر مسلمین ہیں اور وہ ہیں جن پر دعوت کا کام کیا جانا باقی ہے اور امتِ اجابت سے مراد تمام وہ مسلمان ہیں جو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا جواب دے دیا ہے، پھر جو امتِ اجابت ہے اس کے تر ہتّر 73 فرقے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب تم خود کو محمدی کہتے ہو تو لوگ سوال کریں گے کہ تم وہ مسلم والے محمدی ہو یا غیر مسلم

والے محمدی ہو؟ اگر تم کہتے ہو کہ بھائی! ہم مسلم والے محمدی ہیں تو پھر سوال ہو گا کہ تم امتِ اجابت کے 73 فرقوں میں سے کونسے محمدی ہو کیونکہ وہ باقی بھی تو محمد ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں جیسے خوارج، معتزلہ اور قدریہ وغیرہ یہ تمام بھی محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں؟"۔

دنیا میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کے سب نبی اکرم ﷺ کو ماننے والے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر یہ مسلم اور محمدی لفظ اپنے مسلک میں سے نکالیں گے تو کوئی بھی ان کے جھانسے میں نہیں آئے گا، اور لوگ انہیں کافر جماعت مان کر ان سے الگ ہو جائیں گے۔ ان سب نے نبی اکرم ﷺ کا کلمہ پڑھنے کے بعد بھی خلف کا راستہ اپنایا تو گمراہ ہو گئے اور اگر تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے سلف کا راستہ اپنالو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ سلف کا لفظ ہی صحیح ہے۔

3۔ ایک اور اعتراض لوگ سلفیت پر کرتے ہیں کہ یہ سلفی لوگ اولیاء کرام رحمھم اللہ کا احترام نہیں کرتے ہیں۔

بھائی! یہ کس نے کہہ دیا؟ حالانکہ لفظ " سلف " کی تعریف Definition میں ہی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سلفی نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین، تابعین رحمھم اللہ، تبع تابعین رحمھم اللہ اور تمام ائمہ کرام رحمھم اللہ کی عزت کے ساتھ ساتھ ان کی باتوں پر بھی عمل کرتے ہیں۔ انبیاء کرام علیھم السلام کے بعد اگر کوئی نیک لوگ اس زمین پر گذرے ہیں تو وہ اولیاء کرام رحمھم اللہ ہیں اور اولیاء کرام رحمھم اللہ میں سب سے بڑے اولیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین ہیں، یہ تو بالکل کامن سینس common sense ہے کہ اگر آپ کسی سے بھی پوچھیں گے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے بعد سب سے زیادہ نیک

لوگ اس دنیا میں کون گذرے ہیں؟ تو ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، جب ہم" سلف " کہہ رہے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس میں بدرجہ اولیٰ آ گے ہیں۔ ہم سلفی تو ان اعتراض کرنے والے لوگوں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ کو ماننے اور ان کی عزت کرنے میں آگے ہیں کیونکہ ہم نے اولیاء کرام رحمہم اللہ کو ماننے کا سلسلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جاری کیا ہوا ہے، اولیاء کرام رحمہم اللہ کی یہ برائے نام عزت کرنے والے صرف بعد کے اولیاء کرام رحمہم اللہ کو جزوی طور پر مانتے ہیں اور پہلے کے اولیاء کرام رحمہم اللہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اولیاء کرام رحمہم اللہ کو ماننے اور ان کی تکریم کرنے میں ہم تو ان سے بھی ایک قدم آگے نکل چکے ہیں، پہلے اور بعد دونوں اولیاء کرام رحمہم اللہ کو ہم سلفی مانتے ہیں، ان کی عزت بھی کرتے ہیں، اور ان پر کبھی بھی کسی بھی

قسم کی آنچ آتی ہے تو اس کا دفاع بہترین انداز میں کرتے ہیں، الحمدللہ!۔

ہاں ہم اولیاء الشیطان کا ضرور انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور سلف (صحابہ) کے راستے سے ہٹ چکے ہوتے ہیں اور شرک و بدعت کی دعوت دیتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کا رد کرتے ہیں۔ الحمدللہ!

4۔ اور ایک اعتراض ہے جو سلفیت کے خلاف ہمیشہ کیا جاتا ہے کہ یہ ائمہ عظام رحمھم اللہ کا احترام نہیں کرتے ہیں۔

پھر وہی بات ہے کہ سلفیت کی تعریف Definition میں خود یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہم صرف فقہ کے ائمہ کو نہیں بلکہ ائمہ تفسیر کو بھی مانتے ہیں، حدیث کے ائمہ کو بھی مانتے ہیں بلکہ تاریخِ اسلام کے جس جس دور

میں جس کسی بھی عالم نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے فہم کو سامنے رکھ کر اسلام کی اشاعت کی اور خدمت کی ہے ان سب کو ہم مانتے ہیں اور ان کی قدر ہم دل سے کرتے ہیں۔

5۔ دوسری طرف بعض لوگ نئے طریقہ سے سلفیت کو نشانہ بناتے ہیں کہ ان سلفیوں کا دنیوی مسائل اور معاملات میں کچھ بھی رول نہیں ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ سلفی نہ سیاست میں آتے ہیں اور نہ دنیوی مسائل میں شریک ہوتے ہیں صرف ہمیشہ کتابیں، عقائد اور قرآن و حدیث ہی لے کر رہ جاتے ہیں، ان کے علماء حلقے قائم کرتے ہیں، دروس دیتے ہیں، تھوڑے بہت مدرسے قائم کرتے ہیں اور یہ سب کتاب پڑھتے پڑھاتے ہیں، اس طرح صرف علم کے پڑھنے

پڑھانے میں ہی مشغول رہتے ہیں، اس لیے یہ لوگ معاشرے کے مسائل حل نہیں کر سکتے۔

ان سارے سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ میرے بھائی! سلفیت کا مطلب ہی یہی ہے کہ مسائل اور مصیبتوں کو اٹھنے نہ دیا جائے۔ تم لوگ مسائل اور مشکلات بڑھا کر انہیں حل کرنے کی کوشش کر رہے ہو، اس میں کیا عقلمندی کی بات ہوئی؟ جب تم خلف کا راستہ اپنا چکے ہو تو دنیا بھر کے مسائل نے تمہیں آگھیرا ہے، اب تم انہیں حل کرنے کے لیے بیٹھ گئے ہو۔ اس کے برعکس اگر تم سلف کے راستے پر چلتے تو مسائل و مشکلات آتے ہی نہیں تھے اور نہ تمہیں ان کو حل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اگر تم سلفیت اپناتے تو یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تم پر عذاب مسائل کی شکل میں نہیں آتا۔ مسلمان ہر جگہ پریشان حال ہیں اور یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کیونکہ تم نے سلفیت کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔

سلفیوں کی یہی کوشش ہو رہی ہے کہ ساری دنیا کو خصوصا مسلمانوں کو علمی طریقہ سے سیدھا راستہ بتلایا جائے، اگر دنیا کے 2 بلین مسلمانوں میں اس راستہ پر چلنے کا شعور پیدا ہو جائے گا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ان پر رحمت والی بارش نازل ہو گی، انہیں رحمتیں، برکتیں اور کامیابیاں حاصل ہو جائیں گی۔ ہم سلفی مسائل کی جڑ کاٹنے کا پلان بتا رہے ہیں اور تم چھوٹے چھوٹے مسائل حل کرنے پر خوش ہو رہے ہو حالانکہ ہم سلفی یہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسائل کو اٹھنے ہی نہ دیا جائے،لہذا آج لوگوں کو صحیح اور حق سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سلفیت کا دفاع در حقیقت دین اسلام کا دفاع کرنا ہے اور سلفیت سے محبت کرنا دین اسلام سے محبت کرنا ہے۔یہی وجہ ہیکہ سلف صالحین نے ہم کو اس پر ابھارا ہے۔

سفیان الثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"إذا بلغك عن رجل بالمشرق صاحب سنة، واخر بالمغرب، فابعث اليهما السلام، وادع لهما، ما اقل اهل السنة والجماعة"

اگر تمھیں ان اشخاص کے بارے میں خبر ملے جو اھل السنۃ میں سے ہو اور ایک مشرق میں رہتا ہو اور دوسرا مغرب میں تم ان دونوں کو سلام بھیجو اور ان کے حق میں دعا کرو، اھل السنۃ والجماعۃ بہت ہی کم ہیں۔

سلفیت کی اہمیت وفضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اب میں آپ کے سامنے قرآن اور حدیث کے کچھ نصوص پیش کروں گا جن سے سلفیت کی اہمیت واضح ہو جائے گی ان شاء اللہ!، ان تمام نصوص کو میں چند اہم نکات کی شکل میں پیش کروں گا۔

1۔ سلفیت کو قرآن مجید میں سبیل المؤمنین کہا گیا ہے، یعنی یہ مؤمنوں کا راستہ ہے اور جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو اس وقت مؤمنین کون تھے؟ اس وقت مؤمنین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے : "
وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا "ترجمہ: " جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے"۔(سورۃ النساء:115)

اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قرآن مجید نازل ہوتے وقت مؤمنین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تھے،

جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے طریقہ سے ہٹ کر اسلام سمجھنے کا نیا راستہ نکالے گا اسی راستہ سے وہ جہنم میں چلا جائے گا۔ قرآن مجید میں سبیل المؤمنین کہہ کر سلفیت کو یاد کرایا گیا ہے کہ یہ سلفیت کا راستہ ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے۔

2۔ قرآن مجید میں سلفیت کو صراط مستقیم کے نام سے یاد کیا گیا ہے، ہم ایک دن میں کئی مرتبہ یہ آیت پڑھتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ " سورة الفاتحة

"ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا"

یہ سیدھا راستہ کیا ہے؟ آگے اللہ تعالی نے فرمایا:

" صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ "

"ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا (یعنی وہ لوگ جنہوں نے حق کو پہچانا، مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے) اور نہ گمراہوں کی (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہوگئے)"(الفاتحہ)

اللہ تعالی کا جن پر انعام و اکرام ہوا ہے وہ کون لوگ ہیں؟

سورہ نساء سورہ نمبر 4 کی آیت نمبر 69 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقًا "

ترجمہ:"اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں "۔

دوستی اگر کرنی ہے تو اس منہج والوں سے کیجئے، اگر تعلقات رکھنا ہے تو اس منہج والوں سے تعلقات رکھئے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ گھر کے باہر نہیں نکل رہے تھے، لوگوں نے شکایت کی کہ آپ گھر کے اندر ہی محصور ہو کر رہ جاتے ہو، ہم سے زیادہ ملتے جلتے نہیں ہو، ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا کہ "میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو میں نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے ساتھ ہوتا ہوں، اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ نکلا کہ وہ ہمیشہ قرآن مجید اور احادیث کا مطالعہ کیا کرتے تھے، میرے بھائیو! یہ بہترین دوست ہیں لہذا قرآن و حدیث پڑھنے کے لیے وقت نکالنے کی کوشش اور فکر کرو، مفکرین کی کتابیں پڑھتے ہوئے اپنا وقت ویسٹ اور ضائع مت کرو۔

3۔ قرآن مجید میں سلفیوں کو رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کہہ کر پکارا گیا ہے، سورہ توبہ سورہ نمبر 9 کی آیت نمبر 100 پڑھ لیجئے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"

" اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے"۔

اسی طریقہ سے قران مجید میں چار جگھوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بارے میں "رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ" کہا گیا ہے یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے راضی ہیں۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے " اعلام الموقعین " میں ایک نکتہ بیان کیا ہے، ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ "سلف کا راستہ اختیار کرنے کی فرضیت پر میرے پاس 100 دلائل ہیں " (اگر کوئی اس کتاب کا ترجمہ پھیلا دے تو سلفیت کا بہترین تعارف ہو جائے گا، ان شاء اللہ !۔) ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ " اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے رضامندی کی بات کی ہے اور "وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ " کہہ کر یہ بتلایا گیا ہے کہ جو بھی قیامت تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع کرے گا وہ بھی اس خوشخبری میں شامل رہے گا، اسے توسیعی معنی کہتے ہیں۔

4۔ سلفیت کو نبی اکرم ﷺ کی احادیث سے "فرقہ ناجیہ" کا ٹائٹل ملتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ستَفترِقُ علَى اثنتينِ و سَبعينَ فرقةً ،كلُّها في النَّارِ إلَّا واحِدةً ، و هيَ الجَماعَةُ "
(صحیح الجامع:2042)

ترجمہ: "میری امت بہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، جو سارے جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے ، اور وہ "الجماعة" ہو گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے پوچھا "من هي يا رسول اللہ؟" وہ لوگ کون ہیں جو جنت میں جائیں گے؟" نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:" ما أنا عليه و أصحابي " "جو میرے راستہ پر اور میرے صحابہ کے راستہ پر چلے"(سنن ترمذی:2641)

یعنی آج کے دن میں اور میرے صحابہ جس اسلام اور جس دین کے راستہ کو لے کر چل رہے ہیں اور جو بھی قیامت تک اس راستہ کو فالو کرے گا تو اسے نجات اور جنت ملے گی، اسی کو "فرقہ ناجیہ "کا ٹائٹل دیا گیا ہے۔

5۔ سلفیت کو نبی اکرم ﷺ کی زبانی "طائفة منصورة "کہا گیا ہے یعنی ایک ایسی جماعت جس کو مدد آئی گی، 73 فرقوں میں سے 72 فرقوں کو مدد نہیں آئے گی، اللہ تعالی کی مدد صرف ایک فرقہ کو آئے گی اور یہ فرقہ وہ ہے جو سلف کے راستہ پر چلے گا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

" لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَذَلِكَ " (صحیح مسلم:1920)

ترجمہ: "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، جو ان کو بے یارومددگار چھوڑے گا، وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آن پہنچے اور وہ اسی طرح ہوں گے"۔

جیسا کہ آج سلفی دنیا میں تھوڑے ہیں لیکن علمی طور پر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے سامنے کوئی آ ہی نہیں رہا ہے، عرب کے علماء کی اتنی کتابیں آچکی ہیں کہ ان کے مقابلے میں دس فیصد کتابیں بھی دوسروں نے نہیں لکھی ہیں، "ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ" یہ لوگ حق پر غالب رہیں گے۔ یہ لوگ بہت نہیں ہوں گے تھوڑے ہی رہیں گے لیکن زمانہ پر ان کا غلبہ رہے گا۔ آج دیکھئے !لوگ سلفیوں کو دیکھتے ہی پریشان ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ" جو بھی ان کا ساتھ چھوڑے گا اور ان کو رسوا کرنے کی کوشش کرے گا تو ان کا کوئی کچھ

نقصان نہیں کر سکے گا کیونکہ اس جماعت کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد حاصل رہے گی"۔

6۔ سلفیت کو قرآن مجید میں ہدایت کا راستہ کہا گیا ہے، سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 137 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ "

ترجمہ: "اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منھ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالی ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے"۔

7۔ سلفیت معاشرہ کی اصلاح کا واحد راستہ ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا يُصْلِحُ آخِرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا مَا أَصْلَحَ أَوَّلَهَا "
(مجموع الفتاوي لابن تيمية ، ج :١، ص : ٣٥٣)

ترجمہ:" امت کے آخری حصہ کو وہی طریقہ سُدھار سکتا ہے جس طریقہ نے امت کے اول حصہ کو سدھارا ہے"

یعنی نبی اکرم ﷺ نے پہلے مسلم گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس طریقہ سے سُدھارا ہے وہی طریقہ پھر آج کے لوگوں کو بھی سُدھار سکتا ہے، اس امت کو سُدھارنے کے لیے کسی اور نئے طریقہ کی ضرورت نہیں ہے۔

8۔ خیر القرون سلفیت کی تاکید کرتی ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ"(صحیح بخاری:2652)

سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو میرے زمانہ سے قریب زمانہ والے ہیں، پھر وہ جو ان سے قریب زمانہ والے ہیں"

9۔ اگر ہمیشہ امن وسلامتی کے ساتھ رہنا ہے تو آپ کو سلفیت سے جُڑے رہنا ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَذَلِكَ " (صحیح مسلم:1920)

ترجمہ: "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، جو ان کو بے یارومددگار چھوڑے گا، وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آن پہنچے اور وہ اسی طرح ہوں گے"۔

یہ جماعت کیونکہ قیامت تک باقی رہے گی اس لیے لوگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

10۔ ذلت ورسوائی سے اگر بچنا ہے تو سلفیت اپنانا پڑے گا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَـٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ۔ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ " (سورہ مجادلہ:20-21)

بیشک اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں ، اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بیشک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے"۔

جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف کوئی نیا راستہ لائیں گے تو وہ لوگ ذلیل وخوار ہوں گے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ جو اختیار کر لیں گے وہ لوگ ہی غلبہ پائیں گے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ

فیصلہ فرمادیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا غالب آنا اٹل ہے۔

11۔ کھوئی ہوئی عزت اگر دوبارہ حاصل کرنا ہے تو سلفیت اختیار کرنے ہی کے ذریعہ وہ عزت دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ آج کے سارے مسلمان یہی رونارو رہے ہیں کہ مسلمان زوال کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کو اگر زوال سے نکل کر عروج پر آنا ہے اور کھوئی ہوئی عزت انہیں دوبارہ حاصل کرنی ہے تو سلفیت کا راستہ اپنانا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ " (سنن ابی داود:3462)

ترجمہ اللہ تعالی تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو تم سے اس وقت تک وہ دُور نہیں کرے گا جب تک کہ تم اپنے دین کی طرف رجوع نہیں کروگے "۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے آنے والے دنوں میں فتنوں کے زمانہ کا ذکر فرمایا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم! ہمیں اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: " تَرْجِعُونَ إلى أَمْرِكُمُ الأولِ "(السلسلۃ الصحیحۃ: 3165)

ترجمہ: "تم تمہارے پہلے معاملہ (طریقہ) پر واپس لوٹ جاؤ! "۔

یعنی وہ پہلا معاملہ یا راستہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا دین ہے، جب تک آج کے 2 بلین مسلمان واپس پلٹ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم

اجمعین اور نبی اکرم ﷺ کے دین پر واپس نہیں آئیں گے اس وقت تک اس دنیا کی ذلت سے اور موجودہ زوال سے انہیں کوئی دنیوی طاقت نہیں بچا سکتی، دین اور صحیح منہج کی طرف واپس آنا پڑے گا۔

تاریخ اسلام میں جو گمراہ فرقے بنے ہیں اس کا نقشہ ایک شعر میں میں نے کھینچا گیا ہے۔یہ شعر میں بہت پہلے بنایا تھا

"اصول التفرق والخلاف خمسة خروج ورفض وارجاء وقدر وجهم"

تاریخ میں جو فرقے بنے ہیں ان کی پانچ مائیں ہیں، انہیں کی کوکھ سے 72 فرقے نکلے،وہ پانچ گمراہ فرقے یہ ہیں:

1۔ "خروج"یعنی خوارج۔

2۔ "رفض"یعنی روافض

3۔ "ارجاء"یعنی مرجیہ فرقہ،جو زیادہ امیدیں لگاتا ہے۔

4۔ "القدر "یعنی قدریہ فرقہ جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

5۔ " جھم "یعنی جہمیہ فرقہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات اور اس کے ناموں میں خلل پیدا کرتے ہیں۔

"ماتریدی واشعری وصوفي وباطني وقبل ذلک اعتزالي وعقلاني وتاويلي"

پھر ان پانچ ماؤں سے اور زیادہ فرقے نکلے ان فرقوں میں سے ایک ماتریدیہ ہے، ایک اشعریہ ہے اور ایک صوفیہ بھی ہے۔، اور ایک فرقہ نے جنم لیا وہ ہے "باطنی " فرقہ ہے، ان لوگوں نے ہر ایک کے دو حصے کیے، انہوں نے کہا کہ قرآن کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے، ان فرقوں سے پہلے معتزلہ فرقہ والے نکلے، عقلانی فرقہ والے نکلے جنہوں نے اسلام سمجھنے کے لیے اپنی عقل کا پورا پورا اور حد سے زیادہ

استعمال کیا اور گمراہ ہوگئے، اور ایک مزید فرقہ نکلا اس کا نام ہے "تاویلی" جو تمام نصوص کی تاویلات کرنے لگے تھے۔

الغرض پانچ بڑے موضوعات پر فرقے نکلے:

1۔ جب ایمان کا موضوع نکلا تو ایمان کی تعریف میں کمی و بیشی کرتے ہوئے مرجیہ، خوارج، اور کرامیہ نکلے۔

2۔ جب امامت اور خلافت کا موضوع آیا تو اس میں گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے رافضہ، خوارج، ناصبہ نکلے۔

3۔ اور جب تقدیر کا موضوع آیا تو اس میں گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے قدریہ اور جبریہ یہ دو بڑے فرقے نکلے۔

4۔ پھر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں اور صفات کا موضوع آیا تو اس میں گمراہی کا راستہ نکالتے ہوئے جہمیہ ، معتزلہ ، مشبھہ، معطلہ، مفوضہ وباطل تاویل کرنے والے، ماتریدیہ اور اشعریہ نکلے۔

5۔ اور پھر اس کے بعد جب کبیرہ گناہ کی بات آئی تو اس معاملے میں خوارج اور معتزلہ نکلے۔

پھر ان فرقوں سے صوفی، باطنی وغیرہ فرقوں نے جنم لیا اور اسلام کے نام پر غیر اسلامی تعلیمات اور افکار پھیلانے لگے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امام بن تیمیہ رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے سارے سلف کے علوم کو تقریبا حاصل کر لیا، ان علوم سے ان سارے فرقوں کا ڈَٹ کر مقابلہ کیا اور ہر ایک کا مُنہ توڑ جواب دیا۔

آج بھی اگر ہمیں دنیا کے سارے فرقوں سے لڑنا ہے اور انہیں ختم کرنا ہے تو سلف کا راستہ اپنانا پڑے گا۔ اس راستہ میں پُرانے لوگوں کو بھی کامیابی ملی اور ان شاء اللہ! اس دَور میں بھی کامیابی ملے گی کیونکہ قیامت تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

اسی میں کامیابی رکھ دی ہے اور یہی سلفیت ہی نجات کا راستہ ہے۔

آخر میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو صحیح طریقہ سے اسلام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور غلط راستوں سے اسلام سمجھنے سے ہم سب کو بچائے، آمین!۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کلمہ توحید کے آٹھ شرائط

عناصرِ خطبہ:

تمہید

کلمہ توحید کے آٹھ شرائط

1۔ پہلی شرط "علم"

2: دوسری شرط "یقین"

3: تیسری شرط "قبول"

4: چوتھی شرط "انقیاد"

5: پانچویں شرط "صدق"

6: چھٹی شرط "اخلاص"

7:ساتویں شرط "المحبة" یعنی محبت

8: آٹھویں شرط: کفر و بدعات سے براءت

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں جتنے احکامات دیے ہیں ان سب نیکیوں کی جڑ اور اصل "شہادتِ لا الہ الا اللہ "ہے، یعنی کلمہ توحید ہی افضل العبادات اور احسن القربات ہے، چنانچہ اللہ تبارک و تعالی نے اس کلمہ " لا الہ الا اللہ " کے معنی و مفہوم اور توحید کی روح کو جاننے اور سمجھنے کا حکم دیا ہے۔ سورہ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 19 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:" فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ""سو (اے نبی!) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" ۔

اللہ تعالی یہ حکم کس کو دے رہے ہیں؟ اللہ تعالی نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم دے رہے ہیں، نبی اکرم ﷺ کو عربی زبان سمجھ میں آتی تھی یا نہیں آتی تھی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کو عربی زبان سمجھ میں آتی تھی، اس کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہاہے کہ اے نبی اکرم ﷺ! جان لیجئے کہ " لا الہ الا اللہ "کا معنی کیاہے، اللہ تعالی نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم دے کر اصل میں ساری انسانیت کو حکم دے رہاہے کہ "لا الہ الا اللہ "کا معنی کیاہے یہ جان لو۔

اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جو معنی ومطلب بتلایاہے وہ معنی کے ساتھ ہی "لا الہ الا اللہ "پڑھیں گے اور سمجھیں گے تو "لا الہ الا اللہ " قبول ہو گاورنہ قبول نہیں ہو گا۔

قِيلَ لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَلَيْسَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لَيسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ

أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ.

وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ کیا «لا اِلٰہ اِلا اللہ» جنت کی کنجی نہیں ہے؟ توانہوں نے فرمایا کہ ضرور ہے لیکن کوئی کنجی ایسی نہیں ہوتی جس میں دندانے نہ ہوں۔ اس لیے اگر تم دندانے والی کنجی لاؤ گے تو تالا (قفل) کھلے گا ورنہ نہیں کھلے گا۔

اور وہ دانت کلمہ توحید کے آٹھ 8 شروط ہیں۔

کلمہ توحید کے آٹھ 8 شرائط:

"لا الہ الا اللہ " کی آٹھ 8 شرطیں ہیں، وہ کیا ہیں؟ عرب کے ایک عالم جو ایک شاعر بھی ہیں انہوں نے آسانی سے یاد کرنے کے لیے ان شروط کو ایک شعر میں جمع کیا ہے۔

العلم واليقين والقبـول
*** والانقياد فادر ما أقول
والصدق والإخلاص والمحبة *** وفقك
الله لما أحبـه

1۔ علم 2۔ یقین 3۔ قبول 4۔ انقیاد 5۔ صدق (سچائی) 6۔ محبت 7۔ اخلاص

یہ الفاظ ایسے ہیں جنہیں ہم اردو میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

علم سے مراد یہ ہے کہ کلمہ توحید کا معنیٰ اور مطلب معلوم ہو جہالت نہ رہے، بندہ زبان سے جو کلمہ ادا کر رہا ہے، اس کا صرف اقرار کافی نہیں بلکہ اس کے معانی اور تقاضوں سے واقفیت بھی لازمی ہے۔

یقین کا مطلب ہے کہ اس توحید کو قبول کرنے کے بعد کسی بھی قسم کا شک وشبہ دل میں باقی نہ رہے اور اسے مکمل ایمان وایقان کے ساتھ دل سے قبول کریں۔

قبول یعنی زبان سے اقرار کرنا۔

انقیاد کا مختصر معنٰی ہے کہ دل سے بھی معنی ماننا اور عمل کے ذریعہ بھی ثابت کرنا یعنی اللہ رب العالمین کے لیے مطیع وفرماں بردار ہو جانا۔

صدق سے مراد سچائی کے ساتھ قبول کرنا۔

محبت یعنی دلوں کی محبت کے ساتھ قبول کرو، نفرت یا ناپسندیدگی سے قبول کرنا درست نہیں ہے، دلوں میں نفرت

چھپا کر اور اس توحید کو بوجھ سمجھ کر قبول کرنا درست نہیں ہے۔

اخلاص سے مراد ریاکاری سے نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ قبول کرو۔

توحید کی قبولیت کے لیے یہ سات 7 کنڈیشن قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہیں۔ شیخ بن باز رحمہ اللہ نے ایک اور یعنی آٹھویں شرط بھی بتلائی ہے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جتنے قسم کے معبودانِ باطلہ اور طاغوت ہیں ان کا انکار کرنا، یعنی ہر قسم کی گندگی سے صاف ہو جاؤ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کی بدعت سے پاک ہو کر توحید کو تسلیم کرو۔

اللہ تعالی جزائے خیر دے ان علماء کرام کو جنہوں نے بڑی محنت و مشقت سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان تمام شروط کو جمع کیا ہے اور ان نِکات کا مکمل سروے کرکے ہمارے لیے بڑی آسانی پیدا کردی ہے۔

1۔ پہلی شرط "علم":

اللہ تعالی کا حکم ہے کہ " فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّه "" سو (اے نبی!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں "۔(سورۃ محمد:19)

" لا الہ الا اللہ " جاننے کا ایک پہلو یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ اس کا معنیٰ سمجھیں۔ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے

کہ ذرا غور کریں! اس کلمہ کے دو پہلو ہیں: ایک انکار ہے دوسرا اثبات ہے۔ کس چیز کا انکار ہے اور کس چیز کا اثبات ہے؟ شرک کا انکار ہے اور توحید کا اثبات ہے۔ جب تک تمہارا انکار پورا نہیں ہو گا تب تک تمہارا اثبات بھی پورا نہیں ہو گا۔ "لا الہ الا اللہ" نہیں ہے کوئی سچا معبود، یعنی کوئی اللہ تعالی کے سوا معبودِ برحق ہو ہی نہیں سکتا۔ گلاس اگر گندا رہے گا اور تم اسی میں پانی ڈالو گے تو پانی بھی گندا ہو جائے گا اور گلاس بھی گندا ہی رہے گا۔ پہلے گلاس کو مکمل طریقہ سے صاف کرلو یعنی اپنے دل کو اپنی سوچ کو اور اپنے عقیدے کو سارے گندے عقیدے سے صاف کرلو، اگر صفائی میں تھوڑی بھی کمی باقی رہے گی تو توحید میں خلل آجائے گا۔

عربی زبان میں "نہیں" کے لیے "لا" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، "لن" بھی مستعمل ہے اور "لیس" بھی استعمال کیا جاتا ہے، فرق کیا ہے؟، زمانہ ماضی سے متعلق "نہیں" کہنا ہے تو "لم" کا استعمال کریں، حال سے متعلق "نہیں" کہنا ہے تو "لیس " کا استعمال کریں اور مستقبل سے متعلق "نہیں" کہنا ہے تو "لن" کا استعمال کریں، لیکن یہاں کلمہ توحید میں "لا " استعمال کیا گیا ہے، دوسرا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔

دوسری بات (لا الہ) کے "ہ" پر زبر ہے پیش نہیں ہے حالانکہ اگر پیش ہوتا تو بھی بات ختم ہو سکتی تھی لیکن زَبر کے ساتھ ایک مخصوص معنی مقصود ہے۔

" لا " کے معنی میں جتنے قسم کے " نہیں " ہیں تمام شامل ہیں، "لا " میں ماضی حال اور مستقبل تینوں کی نفی مراد ہے، یعنی ماضی میں اللہ تعالی کے مقابلہ میں کوئی نہیں تھا، حال میں بھی نہیں ہے اور مستقبل میں نہیں ہو گا، اللہ تعالی کا مقابل کبھی بھی نہیں اور کہیں بھی نہیں ہے، اللہ تعالی کا مقابل نہ آسمان میں ہے، نہ زمین میں ہے، نہ کسی سیارے میں ہے، نہ کسی جنگل میں ہے اور نہ کسی صحراء میں ہے۔ اللہ تعالی کا کوئی بھی مقابل نہیں ہے، نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شخصیت ہے، اللہ کے مقابلہ میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

ارے بھائی! تھوڑی تو گنجائش ہو، نہیں! ہر گز نہیں!،

اتنے بڑے بڑے بابا ہیں اتنے بڑے بڑے پیر ہیں انہیں تو موقع مِل جانا چاہیے، نہیں! کسی بھی شکل میں نہیں۔ اللہ تعالی

کا مقابل لکڑی کا، پتھر کا، سونے کا، چاندی کا، لوہے کا یا کسی بھی قسم کی دھات کا اور کسی بھی قسم کے مادے کا نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا مقابل تعویذ، امامِ ضامن، ہاتھ کے کڑے، گلے کے مالے، اور کاروں اور دوکانوں میں لٹکائی جانے والی تختیاں بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالی کا مقابل کتابیں بھی نہیں، درود لکّھی بھی نہیں اور درودِ پنج گانہ بھی نہیں۔

تو پھر سوال اٹھتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو شیطان نے جو سجدہ کیا ہے پھر وہ کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ سجدہ کسی بھی جگہ جائز نہیں ہے، نہ قبر پر، نہ مزار پر، نہ مندر پر، نہ درگاہ پر اور نہ ہی کسی درخت پر جائز ہے۔

سوال کرنے والے سوال کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیوں کیا؟ میرے بھائی! ذرا رُک جائیے، سوال یہ ہے کہ یہ سجدہ کرنے کے لیے کس نے کہا ہے؟ جواب ہے کہ اگر اللہ نے کہا ہے تو یہ سجدہ فرشتے کر سکتے ہیں، اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نہ کہا ہوتا تو یہ سجدہ فرشتے نہیں کر سکتے تھے۔ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا ہے تو سجدہ کعبہ کے لیے بھی کر سکتے ہیں، اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا ہے تو بیت المقدس کے لیے بھی سجدہ کر سکتے ہیں اور اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا ہے تو یوسف علیہ السلام کو بھی سجدہ کر سکتے ہیں، حکم کس کا ہونا چاہیے؟ حکم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہونا چاہیے۔ اگر ہم کعبہ کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں تو ہم دراصل یہ سجدہ کعبہ

کے لیے نہیں بلکہ سمتِ کعبہ اللہ ہی کے لیے کر رہے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے کر رہے ہیں۔

کیا اب میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ نہیں!، حالانکہ ایک زمانہ میں اس کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں رُخ تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا، کیا اب میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ نہیں ! کیونکہ پہلا حکم دینے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ تھا اور بعد میں اس حکم سے روکنے والا بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تھا، پہلے یہ حکم تھا لیکن بعد میں یہ حکم باقی نہیں ہے اس لیے اب میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا، جس شرکیہ کام کا کبھی حکم تھا ہی نہیں اسے میں کیسے کر سکتا ہوں؟۔

اسی طریقہ سے "نعبدک" سے بھی بات چل سکتی تھی
لیکن " ایاک نعبد " کیوں کہا گیا ہے؟ " ایاک نعبد " سے 'ہم
تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے علاوہ کسی کی عبادت ہم
نہیں کرتے' یہ معنی نکلتا ہے۔ نماز میں سجدہ کتنا اہم ہے، بغیر
سجدہ کی نماز نہیں ہو سکتی، لیکن جب جنازے کی نماز کا مسئلہ آیا
تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس نماز سے سجدہ ہی نکال دیا کیونکہ
نمازِ جنازہ میں سامنے میت ہوتی ہے۔ جس نے یہ پیشانی پیدا کی
ہے یہ پیشانی اسی کے سامنے جُھکے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اگر
حکم نہیں ہے تو پھر یہ پیشانی کہیں نہیں جُھکے گی کیونکہ جس نے
اس پیشانی کو پیدا کیا ہے یہ پیشانی اسی کے حوالے ہے، اللہ
تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"

ترجمہ: " اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے"(سورة البقرة:21)

عبادت کا فلسفہ یہ ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وہی عبادت کے لائق بھی ہے، جس نے ہمیں پیدا نہیں کیا اس کی عبادت کس لیے کی جائے؟ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شرک کا جس قدر انکار ہو گا اسی قدر توحید مضبوط ہو گی، ذرا بھی شرک کے انکار میں شک رہے گا تو توحید میں خلل پیدا ہو جائے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ"(سورۃ البقرۃ:256)

ترجمہ: " اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑے کیے جانے والے تمام معبودوں کا چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہوں انکار لازمی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات میں، اللہ سبحانہ وتعالی کے ناموں میں ، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کاموں میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی صفات میں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے کی جانے والی عبادات میں کسی کو

شریک نہ کرتے ہوئے یہ پانچ باتیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے حوالے کر دینے کا نام توحید ہے:

1) اللہ تعالی کی ذات

2) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں

3) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات

4) اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کام

5) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے کی جانے والی عبادات

ان تمام باتوں میں اللہ سبحانہ و تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے، یہ تمام باتیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حوالے کر دینا چاہیے۔

شیخ صالح عالِ الشیخ نے اس موضوع سے متعلق چند اہم باتیں بتلائی ہیں، علماء کرام کی کیا ہی قیمتی باتیں ہیں، بہت سارے علماء کرام سالہا سال بڑی محنت کرنے اور عرق ریزی کے بعد 2 صفحات 6 صفحات 10 یا 20 صفحات کی مختصر کتاب لکھتے ہیں لیکن اس میں علم کا سمندر ہوتا ہے، شیخ کہتے ہیں کہ " لا الہ الا اللہ "کا جو ہم ترجمہ کر رہے ہیں کہ "نہیں ہے کوئی سچا معبود یا معبودِ برحق "اس میں سے یہ "سچا"کا لفظ یا"برحق"کا لفظ کلمہ میں تو نہیں ہے پھر اس کا معنٰی کہاں سے آیا؟ اسی طریقہ سے انگلش میں ترجمہ کرتے ہیں کہ

There is no god who deserves to be worshipped except Allah

یہ سن کر کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ بیچ میں who

کالفظ کہاں سے لائے deserves to be worshipped

ہیں؟(المستحق للعبادۃ)عبادت کے مستحق ولائق اگر کوئی ہے

تو وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے، یہ عبادت کے مستحق ولائق کامطلب

کہاں سے آیا؟

اس لیے کہتے ہیں کہ دینِ اسلام کی باریکیاں سمجھنے کے لیے

عربی زبان سمجھنا چاہیے۔ عربی زبان میں جب کبھی "مبتدا"

آتاہے تو اس کی " خبر "کالا یا جانا ضروری ہے، عربی زبان میں

بسا اوقات "خبر "چھپی (Hidden) ہوئی ہوتی ہے، عرب

کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جو بات مکمل طریقہ سے سمجھ

میں آجائے اسے الفاظ میں بیان نہیں کرتے تھے، ایسی بات

الفاظ میں کہنا اور الفاظ کا اس بات کے لیے استعمال کرنا معیوب اور عار سمجھا جاتا تھا۔

جیسا کہ " بسم اللہ " ہے، اس کا ترجمہ ہم کیا کرتے ہیں؟ " شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے " حالانکہ شروع کا لفظ "بسم اللہ "میں نہیں ہے، مکمل " بسم اللہ الرحمن الرحیم "میں لفظ " ابدء "ہی نہیں ہے، اسی لیے کہتے ہیں کہ عربی گرامر میں کچھ الفاظ چُھپے (Hidden) ہوتے ہیں انہیں پہچاننے کا نام ہی عربی سمجھنا ہے۔

اگر ہم " لا الہ الا اللہ "کا ترجمہ کریں گے تو اس میں خبر چُھپی ہوئی ملتی ہے، قرآن مجید کی تقریبا آیات کا سَروے کرنا پڑے

گا تب جا کر وہ معنی معلوم ہو گا اور سمجھ میں آئے گا، قرآن مجید میں ایک آیت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ" (سورۃ الحج:62)

ترجمہ:" یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بیشک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے"۔

یہ اور دیگر آیات اور عربی گرامر کی روشنی میں اب سے نہیں بلکہ قدیم زمانہ سے کلمہ توحید کا یہ مذکورہ صحیح معنی مراد لیا جارہا ہے، الحمد اللہ! قرآن مجید سمجھنے اور پڑھنے والا کبھی اس معنی و

مفہوم کا انکار نہیں کر سکتا۔

2: دوسری شرط یقین:

لا الہ الا اللہ کا محض معنی جان لینا کافی نہیں بلکہ اس کے معنی و مفہوم پر کامل یقین بھی ضروری ہے، ورنہ عرب عربی زبان سے واقف تھے، وہ کلمہ توحید کا معنی جانتے تھے لیکن اس پر یقین نہیں کرتے تھے، اسی لیے ان کو کافر کہا گیا۔ اگر توحید میں یقین نہیں ہے تو نفاق آجائے گا، شک کا راستہ کُھل جائے گا اور اگر توحید پر پُختہ یقین ہو تو کسی بھی صورت توحید میں ذرّہ برابر بھی فرق نہیں آئے گا۔

آپ دیکھیے! دنیا میں مسلمانوں پر کتنی مصیبت آرہی ہیں، لیکن اسلام نہیں چھوڑ رہی ہے، اسلام کے نام پر خواتین کو بھی تکلیف ہو رہی ہے لیکن وہ اسلام کو نہیں چھوڑ رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام میں ایسا یقین ہے کہ پہاڑ ہِل جائے لیکن ایمان میں کچھ کمی نہ آئے۔ سورہ حجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 15 میں اللہ تعالی ارشاد فرمارہے ہیں:

" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَـٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ "

ترجمہ: "مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور

اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں، (اپنے
دعوائے ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں"۔

ایک زمانہ میں تاتاری اسلام کے خلاف اُٹھے تھے
جنہوں نے مسلمانوں کا ایسا قتلِ عام کیا کہ ان مسلمانوں میں
مرد کم ہو گئے اور زیادہ تر عورتیں باقی رہ گئی تھیں، یہ ان
عورتوں کو اپنے ساتھ لے گئے لیکن یہی تاتاری کچھ مدت بعد
مسلمان ہو گئے، تاریخ لکھنے والوں نے کہا ہے کہ یہ مسلمان
کیسے ہوئے؟ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے مسلمانوں کا قتلِ عام
کیا تھا، اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی تین وجوہات تھیں جن میں
سے ایک وجہ یہ تھی کہ جو مائیں اور بہنیں مظلوم بنا کر اُٹھالی
گئیں تھیں انہوں نے ایمان کے خلاف مصالحت
compromise نہیں کی بلکہ انہوں نے تاتاریوں کو ایمان

سے مالا مال کیا۔ یہ ایمان کی قوت ہے کہ کتنی بھی سخت حالت پیدا ہو جائے ایمان کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے، اسی کو یقین کہتے ہیں۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے جس میں "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کی فضلیت بتلائی گئی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من مات وهو يعلمُ أنَّه لا إلهَ إلَّا اللهُ دخل الجنَّةَ "

"جو شخص اس علم (اور یقین) کے ساتھ انتقال کر جاتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبودِ برحق سوائے اللہ تعالی کے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا"۔ یہ حقیقی توحید کی فضیلت ہے۔ (صحیح مسلم:26)

سورۃ الحجرات آیت نمبر 15 میں اللہ رب العالمین نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ لَم يَرتَابُوا وَجَاهَدُوا بِاَموَالِهِم وَاَنفُسِهِم فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ۔

ترجمہ: "مومن تو وہ ہیں جو اللہ تعالی اور اس کے رسول پر (پختہ) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں تو یہی پکے اور سچے مومن ہیں"

اس آیت میں اللہ تعالی اور اس کے رسول پر صدق ایمان کی شرط یہ لگائی کہ وہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رکھیں، جسے شک وشبہ ہوتا ہے وہ منافق ہے۔

دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

"أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله. لا يلقي الله بهما عبد ، غير شاك فيهما ، إلا دخل الجنة "

ترجمہ:" میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالی کے اور بے شک میں اللہ تعالی کا رسول ہوں، کوئی بھی بندہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ ان دو گواہیوں میں کچھ بھی شک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا"۔(صحیح مسلم :27)

پہلی حدیث میں صرف"لا اله الا الله "کا ذکر تھااور محمد ﷺ کی رسالت کا ذکر نہیں تھا،اسی لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف"لا اله الا الله "کہیں گے تو چلے گا، لیکن کیا ہم رسالت کی گواہی کے بغیر بھی جنت میں چلے جائیں گے ؟ اگر

یہ معنی نکالیں گے تو پھر ایک انسان کا قتل کر کے بھی قتل کرنے والا جنت میں جا سکتا ہے، کیا صرف ایک حدیث پڑھ کر معنی نکالیں گے؟ نہیں !اور بھی احادیث ہیں انہیں بھی پڑھیں تو معنی مکمل سمجھ میں آئے گا۔ صحیح مسلم کی جو دوسری حدیث بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان زندگی بھر توحید و رسالت کی گواہی کو تھامے رہے اور اسی پر قائم بھی رہے یہاں تک کہ قیامت کا مرحلہ آجائے تو اللہ تعالی اس سے راضی ہو کر جنت میں داخل کر دے گا۔

توحید کی گواہی اور رسالت کی گواہی ان دونوں میں بڑی طاقت اور بڑی قوت ہے، دنیا ہم سے فوت ہو جائے تو ہو جائے، گھر، بنگلہ، کار، سامان، یا سب کچھ کسی باڑھ یا سیلاب میں یا کسی زلزلے میں چلے جائیں تو کوئی بات نہیں کیونکہ ہمارے

پاس موجود" لا اله الا الله " ہے تو بس ہے، کیونکہ ایک موحد سے جب اللہ تعالی راضی ہو جائے تو پھر جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک انسان ان دو گواہیوں کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے اور جہنم میں چلا جائے، اللہ اکبر! لیکن شرط کیا ہے؟ شرط یہ ہے کہ " غیر شاک فیھما " توحید کے اس کلمہ کے بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہو۔

3: تیسری شرط قبول:

قبول کا مطلب کیا ہے؟ ایک انسان علم سے بڑا یقین پیدا کر لیتا ہے، علم بھی آگیا اور یقین بھی آگیا لیکن کچھ لوگ

ہیں جو زبان سے اقرار نہیں کرتے، جیسے ابو طالب ہے جن کا یقین تھا کہ میرا بھتیجا محمد ﷺ سچا نبی اور رسول ہے اور اس کا دین سچا ہے لیکن جب ان سے کہا گیا کہ ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کہہ دو! تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔

خوف، تکبر، یا غرور کی وجہ سے انسان کہنے سے یا اعلان کرنے سے بھاگتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ "مسلمان تو دہشت گرد ہوتے ہیں اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو لوگ مجھے بھی دہشت گرد کہنے لگ جائیں گے"، "آج کل تو سلفیوں کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے اگر میں اپنے آپ کو سلفی کہوں گا تو لوگ مجھے دہشت گرد کہیں گے"۔ لوگوں کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا جو حق ہے وہی کہا جائے۔ اسلام کو پھیلنے سے بچانے

کے لیے ایک ماحول بنایا جارہا ہے تا کہ لوگ اسلام قبول نہ کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ میڈیا کے بعض گوشوں کو ہدایت دے جو اسلام کے نام سے لوگوں میں نفرت پھیلا رہے ہیں اور ہمیں بھی اس بات کی توفیق دے کہ ہم مثالی مسلمان بن سکیں اور اس امیج یا تصور کو جو غیر مسلم کے ذہن میں بن چُکا ہے کہ اسلام دہشت پسند مذہب ہے اس تصور کو اپنے حسنِ اخلاق و عمل سے مٹا سکیں۔

تیسری شرط قبول ہے، اس پہلو سے لوگوں کے راستے بدل جاتے ہیں اور پانچ قسم کے کفر بن جاتے ہیں:

1) کفرِ شک

2) کفرِ تکبر

3) کفرِ اعراض

4) کفرِ تکذیب

5) کفرِ نفاق

اب ہم اس پہلو سے کفر کی ہر ایک قسم کو مثال کے ذریعہ سمجھتے ہیں۔

1) کفرِ شک: نبی اکرم ﷺ کے دور میں جو دیہاتی تھے وہ کفرِ شک میں مبتلا تھے، یہ لوگ اقرار تو کرتے تھے، قبول تو کرتے تھے لیکن اندر سے شک کرتے تھے۔

2) کفرِ تکبر: کوئی انسان جانتا ہے کہ اسلام حق ہے اور اللہ کے رسول ﷺ سچے رسول ہیں لیکن تکبر کی وجہ سے اقرار نہیں کرتا ہے جیسے قومِ ثمود اور قومِ عاد جو تکبر میں برباد ہو گئے اور شیطان اس کی اول مثال ہے جانتا بوجھتا تکبر کر کے سجدہ سے انکار کیا اور جہنم رسید ہو گیا۔

3) کفرِ اعراض: یعنی ایک انسان ہے جو توحید سے بھاگتا ہے اور توحید جاننے اور پہچاننے کی مکمل کوشش نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ بھائی! مجھے اس میں دلچسپی نہیں ہے، اس لیے توحید کے سبجکٹ Subject کو نیگلیکٹ Neglect کرتا ہوں، تو یہ کفرِ اعراض ہے۔ قوم احقاف (عاد)

4) کفرِ تکذیب: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ یقین ہوتا ہے کہ اسلام سچا دین ہے اور محمد ﷺ سچے رسول ہیں لیکن زبان سے اقرار کرنے کی بجائے وہ اسے جُھٹلاتا ہے جیسے ابو لہب جس کو معلوم تھا کہ اسلام سچا دین ہے لیکن پھر بھی زبان سے جُھٹلایا کرتا تھا۔

5) کفرِ نفاق: یعنی انسان زبان سے اقرار تو کرتا ہے لیکن دل سے انکار کرتا ہے یہی منافق ہے۔
{إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ}[الصافات:35-36]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں تو یہ سرکشی اور تکبر کرتے تھے اور

کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی بات پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟"۔

اللہ تعالی نے ان کے عذاب کی علت اور اس کا سبب یہ بیان کیا کہ وہ لا الہ الا اللہ سے تکبر کرتے اور اسے جو یہ کلمہ لے کر آیا جھٹلاتے اور اس چیز کی نفی نہیں کرتے تھے جس کی اس کلمے نے نفی کی اور نہ ہی اس کا اثبات کرتے جس کی یہ کلمہ اثبات کرتا ہے۔

4:چوتھی شرط انقیاد:

یہ شرط کلمہ توحید کے صحیح ہونے کے لیے بہت ضروری اور اہم ہے۔بظاہر بہت سارے مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں، سَو سَو مرتبہ بھی پڑھ لیتے ہیں، کوئی پرابلم نہیں ہے

کیونکہ آج کے مسلمان بغیر سمجھے پڑھ لیتے ہیں لیکن ابو طالب
کو یہ کلمہ پڑھنے سے پرابلم تھا کیونکہ وہ اس کلمہ کا پورا مطلب
سمجھتے تھے۔ایک انسان عربی میں کہے کہ "الخمر حرام" اور "
المیسر حرام " لیکن وہی انسان شراب بھی پی رہا ہو تو لوگ
کہیں گے کہ " بھائی! آپ کہہ رہے ہیں کہ شراب حرام ہے
لیکن آپ شراب پی رہے ہیں" اس وقت وہ انسان کہے گا کہ "
اچھا اس کا مطلب یہ ہے ؟!" میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی تسبیح
ہے جو عربی زبان میں ہے۔ یہ اس لیے ہوا کیونکہ اسے ان
الفاظ کا صحیح مطلب نہیں معلوم تھا اور وہ انسان غلط عمل کر رہا
تھا، بالکل اسی وجہ سے انسان اللہ کے علاوہ بہت سی جگہوں پر
شرک کرتا ہے لیکن کلمہ بھی پڑھتا ہے۔

اس زمانے میں ابو لہب اور ابو جہل کو معلوم تھا کہ "لا اله الا الله" کا کیا معنی ہے؟ انہیں معلوم تھا کہ اس کلمہ میں اقرار کے بعد اللہ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت نہیں کرنی چاہیے، ان کے لیے معنیٰ clear تھا، اسی لیے وہ کلمہ پڑھنے سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالی نے ان کی اس بات کو قرآن مجید میں بتلایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَـٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَـٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ" (سورۃ ص :5)

ترجمہ: "کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا، واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے"۔

وہ عرب کے لوگ " الھة " یعنی کئی معبود کہتے تھے لیکن اسلام " الہ واحد "یعنی تنہا ایک معبود کہتا ہے، اسی لیے کفارِ مکہ کہتے تھے کہ " سارے معبود چھوڑ کر ایک معبود قبول کر لینا ایسا تو ممکن نہیں ہے "کیونکہ کفارِ مکہ کو " لا الہ الا اللہ "کا معنی و مفہوم معلوم تھا۔ آج کا ہر مسلمان کلمہ پڑھتا ہے لیکن اکثر کو مطلب ذرا بھی نہیں معلوم ہے۔

آج مسلمانوں پر عذابات اور پریشانیاں کیوں آرہی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم ہے؟ جب ہم سفر کرتے ہیں اور لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں کے کئی طرح کی بدعقیدگیاں، شرک و بدعات اور خرافات راہ پاگئے ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ اسی وجہ سے مسلمانوں پر آفتیں اور مصیبتیں آرہی ہیں۔ قرآن کے

مطابق تصور کیے جانے والا مسلمان الگ ہے اور آج زمین پر پایا جانے والا مسلمان الگ ہے، قرآن اور صحیح حدیث میں ایک اسلام بتلایا جارہا ہے اور مسلمان کسی اور طریقہ کو فالو کر رہے ہیں۔ جو انسان قرآن کو صحیح ترجمہ کے ساتھ اچھے طریقہ سے پڑھے گا، ان شاء اللہ! وہ شرک کے قریب بھی نہیں جائے گا۔

انقیاد کا مطلب اللہ کا مطیع اور فرماں بردار بن جانا جو کہ کلمہ توحید کو دل سے ماننے سے ہوتا ہے۔ اگر انسان بظاہر کلمہ پڑھ لے لیکن دل سے نہ مانے تو یہ قبول نہیں ہے، اس کلمہ کو دل سے بھی ماننا ضروری ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بھائی! خاندان کی آخری شادی ہے تھوڑا جہیز لے لیے تو کیا ہو گا؟ ہم

کہیں گے کہ بھائی! چچا جان! یا خالہ جان! جب آپ زبان سے اقرار کر رہے ہیں تو دل سے بھی تسلیم کر لیں، بعض بزرگ کہتے ہیں کہ دل سے ہم بھی مانتے ہیں لیکن خاندان کی آخری شادی ہے تھوڑا بہت موسیقی MUSIC رکھ لیں گے! ذرا گنجائش نکال لیجیے کیونکہ خاندان کی آخری خواہش ہے، میری بچی، میری اولاد یا میرے رشتہ دار کی خاطر! برداشت کر لیجیے لیکن اللہ کی خاطر کچھ نہیں کرنا ہے۔

سورہ احزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 36 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا "

ترجمہ: " اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا"۔

کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ آجائے تو اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی اور راستہ نکالے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی بات آنے کے بعد دوسری بات قبول ہی نہیں ہے، اس کے آگے فل اسٹاپ full stop ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر رُک جانا ہی ہے، دوسرا آپشن ہی نہیں ہے، لیکن پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیکھیے بھائی! حرام اور حلال اپنی جگہ ہے لیکن میرے غیر مسلم دوست بڑی محبت سے پرساد بھیجے ہوئے ہیں میں تھوڑا ان کو خوش کرنے کے لیے کھالوں گا تو بُرا کیا ہے؟ دوستی اور بزنس کا معاملہ ہے اگر میرا دوست کا دیا ہوا پرساد نہ کھاؤں تو وہ اسلام سے کیا دُور نہیں ہو جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اس سے کہیے کہ اے بھائی! ضرورت پڑنے پر میں تجھ کو میرا خون دے دوں گا، ضرورت پڑنے پر میں تجھے اُٹھا کر ہسپتال لے جاؤں گا، ضرورت پڑنے پر میں تجھے پیسے دے کر تیری مدد کروں گا، لیکن میں اپنے دین میں مفاہمت compromise ہر گز نہیں کروں گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"لکم دینکم و لي دین "(سورۃ الکافرون:6)"

تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے"۔

اے میرے بھائی! میں دنیوی اعتبار سے تمہارے ہر کام آؤں گا، یعنی کھانا چاہیے کھانا دوں گا، پانی چاہیے پانی دوں گا، تمہارے گھر کی دیوار ِگر رہی ہے تو تمہاری دیوار اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا، تم مجھ سے جو خدمت لے لو میں فِری میں کروں گا، لیکن دین کے مسئلہ میں کسی بھی قسم کی مفاہمت برداشت نہیں ہو گی۔

میرے بھائی! اگر میں تمہارے ان کاموں میں مدد کر رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو چیز میں غلط سمجھ رہا ہوں اسے اگر کروں گا تو میں غلطی پر ہوں اور تمہیں بھی غلط راستے پر لے جا رہا ہوں، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے دوست یا

رشتہ دار کی خاطر کسی حقیقت کا انکار کر دے؟ جیسا کہ دوست کی خاطر میں 5=2+2 تو نہیں بول سکتا، ورنہ لوگ پاگل کہیں گے، لیکن میں آپ کی میتھ mathematics کو صحیح کرنے کے لیے آپ کو ایک کتاب دلاؤں گا اور اس کے لیے پڑھانے والے کا بھی انتظام کروں گا اور سارے انتظام کروں گا لیکن آپ کی خاطر میں 5=2+2 نہیں کہہ سکتا۔ جو میری بنیادیں ہیں اس کو مجھے فالو کرنا ضروری ہے۔

جب انسان کسی چیز کو دل سے مان لیتا ہے تو اس کا جواب ہی الگ ہو جاتا ہے، اس کا عمل الگ ہو جاتا ہے اس کی سوچ الگ ہو جاتی ہے اس کے فیصلے الگ ہو جاتے ہیں اور اس کے فیصلے اَٹل ہو جاتے ہیں۔

مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ رب العالمین کا مطیع اور فرماں بردار بنانا اس کو انقیاد کہا جاتا ہے۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا:

وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔ [لقمان:22]

اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالی کے تابع کر دے اور پھر وہ ہو احسان کرنے والا یقینا اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالی ہی کی طرف ہے"۔

5:پانچویں شرط "صدق":

یعنی سچائی، کلمہ توحید کی پانچویں شرط سچائی ہے جیسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سچائی تھی، اسی لیے انہیں صدیق کا لقب مِلا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ "(سورۃ العنکبوت:2-3)

ترجمہ: "کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں"۔

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: ما من أحد يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله صدقاً من قلبه إلا حرمه الله على النار۔ (صحیح بخاری: 128)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ پڑھے اور اس کی گواہی دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالی اس پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

کلمہ توحید کی یہ شرط کب نکھر کر آتی ہے؟ جب ماحول بڑا خطرناک ہو، خون خرابے کا معاملہ ہو تو عام طور سے انسان کنارہ تلاش کرتا ہے اور چُھپ جاتا ہے، لیکن جس دل میں

ایمان کی یہ شرط "الصدق" یعنی سچائی رچی بسی ہو تو وہ ان حالات میں بھی اقرار کرتا ہے اور اسلام کو سچا دین بتلاتا ہے جیسے معراج کے وقت لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ محمد ﷺ اس طرح کا دعوی کر رہے ہیں، صدیقِ اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا کہ اگر یہ محمد ﷺ کہہ رہے ہیں تو بالکل سچ ہے اور میں ماننے کے لیے تیار ہوں۔

6: چھٹی شرط "اخلاص":

یعنی عبادت خالص اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ ریاکاری کے لیے نہ ہو، کسی کو دِکھانے کے لیے نہ ہو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " أَلَا لِلهِ الدِّينُ الْخَالِصُ " (سورۃ الزمر: 3)" خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے"۔

" لا الہ الا اللہ " کہنے اور اقرار کرنے کے بعد خالص اللہ کے لیے، اللہ کو راضی کرنے کے لیے اور اس کو خوش کرنے کے لیے اسلام فالو کرنا ہے۔

7:ساتویں شرط "المحبة "یعنی محبت:

توحید محبت کے ساتھ تسلیم کریں اور عمل کریں، یہ کوئی بوجھ نہیں ہے اور اس میں کسی قسم کی بھی زبردستی نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّهِ"(سورۃ البقرۃ:165)

ترجمہ: "بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں "۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أحَدُكُمْ، حتَّى أكُونَ أحَبَّ إلَيْهِ مِن والِدِهِ ووَلَدِهِ والنَّاسِ أجْمَعِينَ.

انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرے ساتھ اپنے بیٹے اور باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔ (صحیح بخاري: 15)

8: آٹھویں شرط: کفر و بدعات سے برأت:

ہر قسم کی گمراہیوں سے براءت کرنا، ہر قسم کے شرک سے، ہر قسم کی بدعات سے، ہر قسم کے بُرے عقیدے سے پاک ہو کر صحیح عقیدے اور صحیح سنتوں کو اپنانا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾ "(سورۃ الکافرون:1-6)

ترجمہ: " آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں، تمہارے لیے تمہارادین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے"۔

آخر میں میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو "لا الہ الا اللہ" کا معنٰی و مطلب سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، تمام شرائط اور conditions بحسن و خوبی Follow کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دنیا کو سود سے پاک کرنا وقت کی اہم ضرورت

((قرآن، صحیح احادیث اور جدید شماریات کی روشنی

میں))

فہرست عناوین

1. مقدمہ
2. سود کی مذمت
3. سود کے نقصانات
4. سودی نظام کے دنیوی، اجتماعی، علاقائی، ملکی اور عالمی نقصانات-جدید شماریات کی روشنی میں
5. سود کے تین نقصانات شماریات کی روشنی میں

6. اسلام کے صدقات کے سسٹم سے ساری دنیا کو کس قسم کے فائدے ہوے اور ان شاء اللہ ہوں گے

7. جدید شماریات کی روشنی میں charity صدقات وخیرات کے فوائد

مقدمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وأصحابه أجمعين، اما بعد

اللہ رب العالمین نے ہماری تخلیق فرمائی اور زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا اور پاکیزہ روزی کھانے کا حکم دیا:

كُلُوا مِن طَيِّبٰتِ مَا رَزَقنٰكُم وَلَا تَطغَوا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيكُم غَضَبِى وَمَن يَّحلِل عَلَيهِ غَضَبِى فَقَدهَوٰى

تم ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو۔ ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہو گا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ یقیناتباہ ہوا۔(سورۃ طٰہٰ:81)

یہاں پاکیزہ رزق سے مراد حلال طریقے سے روزی حاصل کرنا ہے، جو اس کی مخالفت کرے گا اس کے لیے سخت وعید ذکر کی گئی ہے۔ مال کے حصول کی کوشش شریعت کی حدود میں رہ کر کی جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے، اللہ رب العالمین نے خود ہمیں اس کی اجازت دي ہے فرمایا:

هُوَ الَّذِى جَعَلَ لَكُمُ الاَرضَ ذَلُولًا فَامشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزقِهٖوَاِلَيهِ النُّشُورُ

وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو پست و مطیع کر دیا تاکہ تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ(پیو)اسی کی طرف (تمہیں) جی کر اٹھ کھڑا ہونا ہے۔(سورۃ الملک:15)

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الاَرضِ وَابتَغُوا مِن فَضلِ اللّٰهِ وَاذكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُم تُفلِحُونَ

پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ (سورۃ الجمعۃ:10)

اور سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 172 میں حلال طریقے سے رزق کمانے کو عبادت سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُواْ لِلّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ

اے اہل ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائیں ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ شکر ادا کرو اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔(سورۃ البقرۃ:172)

بلکہ تمام انبیاء کو اسی بات کا حکم دیتے ہوے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

ترجمہ: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں۔ (سورۃ المؤمنون: 51)

لیکن افسوس کہ بہت سارے لوگ ان آیتوں کی مخالفت کرتے ہوے شریعت کے ضابطے کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور حرام طریقہ کو اپناتے ہیں۔ اس بات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو آگاہ کیا، فرمایا:

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ، أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ مال اس نے کہاں سے لیا، حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے۔(صحیح بخاری :2083)

حرام طریقے بہت ہیں جن میں سب سے قبیح سود کا راستہ ہے۔

روزاول سے آج تک سودی نظام سے ساری دنیا کے لوگوں کو ناقابل تلافی نقصان ہوا، سود ایک ایسی لعنت ہے جس کا اثر فرد اور معاشرے کی ظاہری اور باطنی زندگی پر پڑتا ہے، شاید ہی معاشرے کا کوئی عضو اس کے برے اثرات سے محفوظ ہو، ماضئ قریب 2008 میں سودی نظام نے معاشی بحران کی شکل میں ساری دنیا کی جس طرح کمر توڑی ہے شاید ہی کسی اور نقصان دہ چیز کا اس قدر اثر دنیا پر پڑا ہو۔

اسلام نے ہر موقع پر سود کی مذمت کی ہے اور اس کی جڑوں پر کلہاڑی ماری ہے ، آج ضرورت ہے کہ خصوصا مسلمان اور عموما ساری دنیا کے لوگ جس سود کی لعنت میں پڑے ہوئے ہیں، اور جس قدر نقصان سے دوچار ہورہے ہیں ،انہیں اس سے نکالا جائے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اس تحریر میں سود کی مذمت اور اس کے نقصانات کو قرآن و حدیث اور جدید شماریات کی روشنی میں ذکر کیا ہے، جس میں ہم نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام سود کی لعنت کو ختم کرنے کی تعلیم دیتا ہے، حلال تجارت اور صدقہ و خیرات کے ذریعہ کامیاب معاشی نظام کے طریقے بتاتا ہے اور آج کی جدید شماریات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

سود کی مذمت وبرائی:

1) سود کا ادنی معاملہ کرنا اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے

اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ."

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سود ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سے سب سے چھوٹا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔

(سنن ابن ماجہ:2274، صحیح ابن ماجہ:1844)

سود کا ایک ادنی معاملہ کرناماں سے منہ کالا کرنے کے برابر ہے تو بڑا معاملہ کرنا کس قدر سنگین جرم ہو گا اندازہ لگائیے۔ اللہ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے۔ آمین

2) سود کا ایک درہم کھانا اللہ کے پاس 36 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

دِرهمُ رِبًا يأكلُه الرجلُ ، و هو يعلمُ ، أشدُّ عندَ اللهِ من سِتَّةٍ و ثلاثِينَ زَنْيةً

آدمی جانتے ہوے سود کا ایک درہم کھاتا ہے تو (اس کا ایک درہم کھانا) اللہ کے پاس 36 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے

(صحیح الجامع:3375)۔

3) اللہ تعالی نے سودی معاملہ کرنے والوں کو سود سے رک جانے اور توبہ کرنے کا حکم دیا اور نہ رکنے پر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہونے کی دھمکی دی

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ. فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ.﴿سورۃ البقرۃ: 279-278﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے

تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

سود کے نقصانات قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں

1) پہلا نقصان: اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ﴿سورة البقرة:276﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے سودی سسٹم کو ختم کرنے کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لی کہ اس نظام کو کبھی وہ کامیابی

نہیں عطا کرے گا بلکہ اس کو برباد کر کے رہے گا، جس چیز کے حق میں اللہ تعالی ناکامی کا فیصلہ کر دے تو اس کی بربادی و ناکامی میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

جو لوگ حلال کمائی کے راستوں کو چھوڑ کر سود اور اس جیسے حرام راستوں کو اپناتے ہیں اللہ تعالی نے انہیں ناشکرے اور گنہگار قرار دیا اور ان سے اپنی نفرت کا اعلان کیا، جس سے اللہ تعالی اپنی نفرت کا اعلان کرے وہ شخص دنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتا، لہذا اس دنیا میں نہ سودی نظام کی ترقی ہو سکتی ہے اور نہ سودی نظام چلانے والوں کو ترقی مل سکتی ہے، وقتی طور پر ہو سکتا ہے کہ ان کو کامیابی مل جائے لیکن انجام تو بربادی اور نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ہے ،موجودہ سودی نظام کی ناکامی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

لہذا ایک مسلمان جس نے اپنی ساری زندگی کا مقصد اللہ کی رضامندی بنایا ہو وہ سودی معاملہ کرکے اللہ کو ناراض نہیں کر سکتا اور جس چیز کی بربادی کا اللہ تعالی کی جانب سے فیصلہ ہو جائے اس کو اپنی ترقی کا ذریعہ نہیں سمجھ سکتا۔

ایک مسلمان اپنے ملک کا وفادار اور ساری انسانیت کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ جہاں وہ کسی غیر مسلم کے آخرت کے نقصان کو نہیں دیکھ سکتا وہیں پر اپنے کسی غیر مسلم بھائی کے دنیوی خسارے کو دیکھ کر خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔لہذا ہمار ی ہمارے ملک ہندستان سے وفادار ی اور ساری دنیا کے انسانوں سے خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ پہلے انہیں توحید کی دعوت دی جائے، لہذا ہم انہیں توحید کو اختیار کرنے اور شرک سے بچنے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ وہ ابدی خسارہ سے بچ جائیں اور دوسرے نمبر پر ہم انہیں سودی نظام کی بربادی

سے آگاہ کرتے ہیں کہ سودی نظام میں سوائے ناکامی کے کچھ اور نہیں ہے تاکہ وہ اپنی آخرت کے نقصان کے ساتھ دنیا کے نقصانات سے بچ جائیں۔ مختصر بات یہ ہے کہ سود کا انجام اول و آخر بربادی ہے۔

2) دوسرا نقصان: یہ سود انسان کو دنیا میں کہیں کا نہیں چھوڑے گا کیونکہ سود اور سودی معاملہ میں شامل رہنے والے لوگوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔

اللہ کے نبی نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سودی معاملہ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ تمام لوگ اس میں برابر ہیں۔(صحیح مسلم:1598)

اس حدیث کی روشنی میں ان تمام حضرات کو ہم نصیحت کرتے ہیں جو سودی لین دین کرتے ہیں، کمپنیاں چلاتے ہیں ،وہ سافٹ ویرا انجینیرس جو سودی نظام کے لیے معاون سافٹ ویر بناتے ہیں،وہ گھروں اور دکانوں کے مالک جو اپنے گھر اور دکان سودی معاملات کو انجام دینے والوں کو سودی معاملات کی انجام دہی کے لیے دیتے ہیں مثلاATM یابینک کے لیے ،چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ،مارکیٹنگ ایگزیکٹو، اکاؤنٹنٹ جو MBA کی ڈگریاں رکھتے اور سودی projects پر کام کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان projects پر وقف کردیتے ہیں، یہ تمام اس حدیث کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ان کی

زندگی کس قدر لعنت میں گذررہی ہے۔ لعنت کا معنی در حقیقت اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔

آج لوگ کمانے کے لیے کافی وقت لگاتے ہیں، آمدنی بھی زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کی ضروریات وخواہشات نہ صرف پوری نہیں ہوتی بلکہ انہیں اپنے ضروریات کی تکمیل کے لیے مزید قرض لینے کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ لوگ اس کا solution چاہتے ہیں، ہم اس حدیث کی روشنی میں اس کا حل پیش کرتے ہیں کہ جس آدمی کی کمائی میں سود کی ملاوٹ ہو یا اس کی کمائی ہی سودی لین دین سے ہوتی ہو وہ اللہ کی رحمت سے کوسوں دور ہو جاتا ہے اور جو اللہ کی رحمت سے دور ہو اس کے رزق میں برکت کہاں سے آئیگی اور جس آدمی کی زندگی سے برکت اٹھالی جائے اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے دور کردے تو وہ کیونکر سکون کی زندگی

گزار پائے گا کہ ہمارا ہر چھوٹا بڑا کام اللہ کی مدد اور رحمت کا محتاج ہوتا ہے، اہل علم نے یہاں تک بھی کہا ہے کہ اگر کوئی معاشرے میں سودی نظام کو دیکھ کر برا نہیں جانتا تو اس پر بھی لعنت اترتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران کے عیسائیوں کو نجران چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیا تو نجران کے عیسائیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے نبی نے ہم سے معاہدہ کیا تھا، ہم معاہدہ کی بنیاد پر یہاں رہ رہے ہیں کیا تم معاہدہ کو توڑ رہے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سے کیے گئے معاہدے کی ایک اہم شرط یہ بھی تھی کہ تم سودی کاروبار نہیں کرو گے لیکن تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سودی کاروبار

کیا لہذا اب تم کو ہماری رعایا میں رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔(کتاب الاموال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں کو سودی معاملہ کرنے پر مسلم معاشرہ میں رہنے کا حق نہیں دیا کیونکہ وہ معاشرہ میں رہیں گے تو ان پر اللہ کی لعنت اترتی رہے گی اور مسلم معاشرہ بھی اس سے متاثر ہو گا، ان باتوں کی روشنی میں غور کیجیے کہ آج مسلم معاشرے میں سودی لین دین عام ہونے کے سبب سکون وراحت رخصت ہو چکا ہے۔ سودی لین دین کے ساتھ زندگی میں رحمت وبرکت کا حصول محال ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ۔﴿سورۃ طٰہ 124:﴾

اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴿سورۃ الرعد:28﴾

جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

لہذا اگر سکون واطمینان اور کامیابی چاہتے ہیں تو سودی نظام سے بچیں اور حلال ذرائع آمدنی اختیار کریں۔

3) تیسرا نقصان: سودی معاملات سے برزخی زندگی میں نقصان ہو گا اور ایسے لوگوں کو عالم برزخ میں عذاب دیا جائے گا

جو آدمی زندگی میں سودی معاملہ کرے گا اور توبہ کیے بغیر مر جائے گا تو یہ سود اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا بلکہ اس کے سبب قبر میں برزخی حالت میں اسے عذاب دیا جائے گا۔ ہماری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، ہم میں سے کوئی بھی کبھی بھی اس دنیا سے جا سکتا ہے اور اگر توبہ

کی توفیق ملے بغیر وہ مر جائے تو سود اس آدمی کے لیے قبر میں بھی تکلیف اور عذاب کا سبب بنے گا۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ، وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ، رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ، آكِلُ الرِّبَا." (صحیح بخاری: 2085)

ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات (خواب میں) میں نے دو آدمی دیکھے، وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس لے گئے، پھر ہم سب وہاں سے چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر آئے، وہاں (نہر کے کنارے) ایک شخص کھڑا ہوا تھا، اور نہر کے بیچ میں بھی ایک شخص کھڑا تھا۔ (نہر کے کنارے پر) کھڑے ہونے والے کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ بیچ نہر والا آدمی آتا اور جو نہی وہ چاہتا کہ باہر نکل جائے فوراً ہی باہر والا شخص اس کے منہ پر پتھر کھینچ کر مارتا جو اسے وہیں لوٹا دیتا تھا جہاں وہ پہلے تھا۔ اسی طرح جب بھی وہ نکلنا چاہتا کنارے پر کھڑا ہوا شخص اس کے منہ پر پتھر کھینچ مارتا اور وہ جہاں تھا وہیں پھر لوٹ جاتا۔ میں نے (اپنے ساتھیوں سے جو فرشتے تھے) پوچھا کہ یہ کیا ہے، تو

انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ نہر میں تم نے جس شخص کو دیکھا وہ سود کھانے والا انسان ہے۔

4) چوتھا نقصان: سود، سودی معاملہ کرنے والے کو میدان حشر میں نہیں چھوڑے گا اور اس کی وجہ سے میدان محشر میں بھی عذاب ہو گا اور اس کا حال اس پاگل کی طرح ہو گا جس کو شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ

فَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔﴿

سورۃ البقرۃ:258﴾

ترجمہ: سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔ یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔

ایک آدمی پاگل پن کو دنیا میں پسند نہیں کرتا اور اس کو اپنے لیے بڑی رسوائی سمجھتا ہے، آخرت میں اس سے بڑی

رسوائی کیا ہو گی کہ اس کا حال پاگلوں جیسا ہو اور وہ سارے اولین وآخرین کے سامنے پاگل آدمی کی طرح آئے اور سب کو پتا ہو کہ اس کو سود کی وجہ سے پاگل پن کا عذاب دیا جارہا ہے۔ اللہ تعالی اس جیسی رسوائی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

5)پانچواں نقصان: سودی معاملہ کرنے والے کے حق میں جہنم کے دردناک عذاب کا فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ایک لمبا وقت اس عذاب میں پڑا رہے گا اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہو گا۔

وَمَنْ عَادَ فَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ ﴿سورۃ البقرۃ:275﴾

ترجمہ: اور جو پھر دوبارہ (سود معاملہ کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔

اہل علم نے کہا کہ اس آیت میں ہمیشہ رہنے سے مراد ایک لمبے وقفہ تک رہنا ہے کیونکہ ابدی جہنم کا فیصلہ مشرک کے حق میں ہی ہوتا ہے۔

سود کی برائی اور نقصانات بکثرت اس لیے بیان کیے گئے ہیں کہ سود کے مقابلے میں دیگر گناہ جیسے شراب، زنا وغیرہ کا نقصان چند افراد تک محدود ہوتا ہے جب کہ سودی نظام کا برا اثر پورے معاشرے پر ہوتا ہے اور آج کل کے سیناریو میں تو اس کے اثرات عالمی ہیں کہ پوری دنیا کے معاشی نظام کو اپنی جکڑ میں لے رکھا ہے، جس کا اندازہ آپ ذیل میں دیے گئے جدید شماریات پر کی جارہی بحث سے لگا سکتے ہیں۔

6) چھٹا نقصان: مال میں کمی کا واقع ہونا

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ.

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی سود سے مال بڑھایا، اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس کا مال گھٹ جاتا ہے۔ (صحیح الجامع: 5518، سنن ابن ماجہ: 2279)

سودی کاروبار کرنے والا اپنا مال بڑھانے کے لیے زیادہ سود لیتا ہے، لیکن غیب سے ایسی آفتیں اترتی ہیں کہ مال میں برکت نہیں رہتی، سب تباہ و برباد ہو جاتا ہے، اور آدمی مفلس بن جاتا ہے۔

7)ساتواں نقصان: دعا کی قبولیت سے محرومی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: يَأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (سورة المؤمنون آية 51)، وَقَالَ: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (سورة البقرة آية 172)، قَالَ: وَذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ۔ (صحيح مسلم: 1015)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا ہے: لوگو! اللہ پاک ہے اور حلال و پاک چیز کو ہی
پسند کرتا ہے اور اللہ نے مومنین کو انہیں چیزوں کا حکم دیا
ہے جن چیزوں کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ
نے فرمایا: «یا أیھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا إني
بما تعملون علیم» ترجمہ: اے رسولو! حلال چیزیں کھاؤ اور
نیک عمل کرو، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف
ہوں (المومنون: 51)، اور اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے «یا أیھا
الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم» ترجمہ: اے ایمان
والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ،
پیو (البقرہ: 172)، (پھر) آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر
کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پریشان حال اور غبار آلود ہے۔ آسمان
کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعائیں مانگتا ہے (میرے رب! اے

میرے رب!) اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا پہننا حرام کا ہے اور اس کی پرورش ہی حرام سے ہوئی ہے۔ پھر اس کی دعا کیوں کر قبول ہو گی۔

معلوم ہوا کہ دعا کی قبولیت کے لیے جہاں بہت ساری شرطیں ہیں، انہی میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان کا ذریعہ معاش حلال ہو، کھانے، پینے اور پہننے اوڑھنے سے متعلق جو بھی چیزیں ہیں وہ سب حلال طریقے سے حاصل کی گئی ہوں تبھی دعا کے قبول ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

8) آٹھواں نقصان: سود انسان کو ہلاک کر دیتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا هُنَّ،

قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. (صحیح بخاری: 2766)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں بچتے رہو۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' جادو کرنا' کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' لڑائی میں سے بھاگ جانا' پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

سودی نظام کے اجتماعی، علاقائی، ملکی اور عالمی نقصانات جدید شماریات کی روشنی میں

سودی نظام کا نقصان صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہوتا ہے اور صرف علاقائی نہیں بلکہ عالمی ہوتا ہے مثلاً اگر سودی نظام ہندوستان میں چلتا ہے تو اس کا اثر صرف ہندوستان میں نہیں ہوتا بلکہ افریقہ کے ہزاروں لاکھوں بوڑھوں اور بچوں پر بھی ہوتا ہے، آج دنیا کے 207 سے زیادہ ممالک ہیں جن میں 155 ممالک کو third world countries (تھرڈ ولڈ کنٹریس) کہا جاتا ہے یعنی ایسے ممالک جو سود کی وجہ سے ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ اصطلاح جواہر لال نہرو نے بنائی تھی۔

سود کے اثرات ملکی اور عالمی سطح پر کیسے ہوتے ہیں

آپ اندازہ کیجیے کہ 2007 , 2008، 2009 میں صرف آندھرا پردیش میں ہر آدھے گھنٹے میں سود کے بوجھ سے اور سودی قرض کو ادا کرنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے ایک کسان خودکشی کرتا تھا اور آج سود کی وجہ سے مسلم غریب عوام نہ صرف اپنی عزتیں لٹاتے ہیں بلکہ اپنے ایمان کا بھی سودا کرتے ہیں، اور سودی قرض کے بوجھ تلے دبے غریب مجبور مسلمان چند سودی روپیوں کے عوض اپنے ایمان، عقیدے اور آخرت کا سودا کر رہے ہیں۔

آج دنیا میں یہ جو معاشی بحران آیا ہے ماہرین نے اس کی پانچ وجوہات بتائی ہیں جس میں سب سے اہم وجہ سودی نظام کو بتایا ہے۔

سود کے تین نقصانات شماریات کی روشنی میں

1)پہلا نقصان معاشی بحران (economic crisis)

آج عالمی معاشی بحران کی پانچ وجوہات میں سے ایک سب سے بڑی اور اہم وجہ سودی نظام ہے۔ 2008سے 2009تک یہ نقصان عروج پر تھا۔silicon.com سلیکان ڈاٹ کام کے مطابق سودی نظام کی وجہ سے ساری دنیا میں ہر 10 سکنڈ میں ایک نوکریjobچلی گئی، کئی لوگوں نے خودکشی کی، کئی ڈپریشن کا شکار ہوئے، کئی افراد ہارٹ اٹیک کے شکار ہوے، کئی طلاقیں ہویں، اور بہت سی فیملیاں ٹوٹ چکیں، کئی شریف گھرانوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے جاناپڑا اور آج بھی یہ جیلوں میں ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں، کئی ہاسپٹلس

میں دیوالیے کی وجہ پڑنے والے پاگل پن کے دوروں کے لیے special counselling center کھولے گئے۔ آج psychologist اور cardiologist بتاتے ہیں کہ عالمی معاشی بحران کے بعد لوگوں کی ایک بڑی تعداد سود کی وجہ سے ڈپریشن اور ہارٹ اٹیک کے شکار ہوئے اور کئی لوگوں کو اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔

2)دوسرا نقصان مہنگائی(inflation)

سود کی وجہ سے اشیاء ضروریہ مہنگی ہوگئی اور آج لوگوں کے لیے اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا مشکل ہوگیا جس کا اندازہ آج ہر فرد اچھی طرح کرچکا ہے۔

3)تیسرا نقصان مال کا منجمد ہونا(چند مالداروں کے پاس مال کا جمع ہوجانا)(accumulation)

سود کی وجہ سے مال جمود کا شکار ہو گیا CIA fact book (سی آئی اے فاکٹ بک) کے مطابق 2008 میں approved کرنسی 65.61 ٹریلین ڈالر تھی جس میں سے دو تہائی کرنسی (پیسا) پوری دنیا کی 7 بلین آبادی میں صرف اور صرف 0.15 یعنی ایک فیصد سے بھی کم افراد کے پاس تھی، بقیہ 99.85 لوگ ایک تہائی کرنسی پر لائف (زندگی) گذار رہے تھے۔ اس طرح دو تہائی کرنسی 0.15 لوگوں کے پاس منجمد ہو گئی اور آج بھی یہی حالات ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ جب دو تہائی کرنسی ایک فیصد لوگوں کے پاس منجمد ہو جائے تو بقیہ ننانوے فیصد لوگ کیا کریں گے؟ ان کی ضروریات کیسے پوری ہوں گی؟ اللہ تعالی نے سورہ حشر میں زکوۃ اور صدقات کا حکم دیا اور دولت صرف

چند مالداروں میں جمع ہوکر رہ جانے والے سسٹم سے روکا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

﴿سورۃ الحشر:7﴾

بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے

روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

سود کا نقصان یہ ہے کہ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے، سود خور سودی قرض لینے والے کا خون چوستا ہے اوروہ سودی قرض کے دلدل میں دھنستا جاتا ہے۔خود ہمارے ملک ہندوستان کے قرض کے بوجھ پر نظر ڈالیے Reserve Bank of India کے 2008 کے statistics کے مطابق 2008 میں ہندوستا ن نے foreign sources سے 201.4 بلین ڈالر کا قرض لیا تھا اور اس وجہ سے ہندوستان پر 16 بلین ڈالر سودی قرض کا بوجھ لادا گیا، ہمارا دین ہم کو اپنے وطن سے سچی محبت کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور ہم اپنے وطن سے سچی محبت کرتے ہیں، اپنے ملک کی ترقی کی فکر کرتے ہیں، اپنے ملک کو ترقی یافتہ دیکھنے کی

تمنا کرتے ہیں ،اور ہم اپنے ملک کی ترقی کی راہ کی طرف رہنمائی کرنے ، ترقی کے کاموں میں ساتھ دینے ، نقصان سے آگاہ کرنے اور نقصان سے بچانے کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں ،ہم اپنے ملک کو سود میں تباہ ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے ،اور ہم سودی نظام کو ختم کرنے اور اسلامک بینکنگ سسٹم کے لانے میں اس ملک کی بھلائی،ترقی اور نقصان سے بچنے کا راز سمجھتے ہیں تاکہ موجودہ بحران سے ہمارا ملک اور ہمارے برادران وطن نکل سکیں اور ہمارا ملک دوبارہ سونے کی چڑیا کا مقام حاصل کرلے۔

اسلامی معاشی نظام کے بہت سارے moduleہیں،اگر ہندوستان کے قانون کے دائرہ میں ان کو عملی تطبیق کرنے کی اجازت ملتی ہے تو برادران وطن کو بہت سے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ان شاء اللہ

اسلام کے صدقات سسٹم سے ساری دنیا کو کس قسم کے فوائد ہوے اور ان شاء اللہ ہونگے

لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں اسلامک اکنامک سسٹم نہیں چل سکتا جبکہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے تین بر اعظموں کو بغیر سودی نظام کے زکوۃ وصدقات کے نظام کو نافذ کرتے ہوے کامیابی کے ساتھ چلا کر بتلایا اور ان کے زمانہ میں اس قدر خوشحالی آئی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ زکوۃ دینے والا زکوۃ لے کر نکلتا مگر لینے والا کوئی نہیں ہوتا ،یہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا کامیاب نتیجہ ہے۔ نقص اسلامک سسٹم میں نہیں بلکہ سسٹم کو چلانے والے نا اہل اور نا سمجھ لوگوں میں ہوتا ہے۔

ان غلاموں کا یہ کہنا ہے کہ ناقص ہے یہ کتاب

کہ سکھاتی نہیں ان کو غلامی کے اصول

وہ لوگ جو واقعی معاشی بحران کا حل چاہتے ہیں ہم ان کو سودی سسٹم سے بچنے، حلال ذریعہ معاش کو اپنانے اور زکوۃ وصدقات کے سسٹم کو نافذ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، ملیشیا نے جب Islamic Economic System کو اپنایا تو tiger of Asia کہلایا۔

اگلے سطور میں جدید شماریات کی روشنی میں ہم اسلام کے کامیاب اکنامک سسٹم کو ثابت کرینگے اور اس کی حقانیت کو واضح کرینگے۔

اسلام زکوۃ کے طور پر مال نکالنے کا حکم دیتا ہے:

1)زمینی پیداوار میں بارش کے ذریعے پیداوار کے حصول پر مال کا دس پرسنٹ

2) خود کی محنت یعنی ڈول کے ذریعے کھیتی کے حصول پر 5 پرسنٹ

3) سونے چاندی میں مالک نصاب پر نصاب کے مکمل ہونے اور اس پر سال گذرنے پر ڈھائی پرسنٹ

اور جدید شماریات کی روشنی میں آج 0.15 لوگ جن کے پاس مال منجمد ہو چکا ہے اگر وہ سودی نظام کو چھوڑ کر اسلام کے پیش کیے ہوے معاشی اور صدقات کے سسٹم کو فالو کرتے ہیں تو موجودہ بحران سے نکلنے میں بڑی کامیابی ملے گی۔ اس کا اندازہ نیچے دیے گئے شماریات سے لگائیے:

جدید شماریات کی روشنی میں charity صدقات وخیرات کے فوائد

- اگر دنیا کے 0.15 لوگ جن کے پاس دو تہائی مال ہے اگر اپنے مال کا 10 پرسنٹ صدقہ کر دیں تو دنیا کے 155 ممالک کے سودی قرضے اور دیگر قرضے ادا ہو جائیں گے۔
- اگر اپنے مال کا 5 پرسنٹ نکالیں تو 133 ممالک کے سودی قرضے اور دوسرے قرضے ادا ہو جائینگے،
- اور اگر اپنے مال میں سے صرف ڈھائی پرسنٹ نکال دینگے below poverty line یعنی ایسے لاکھوں لوگ جن کو رات میں سونے سے پہلے کھانا میسر نہیں ہوتا یہ above poverty line ہو جائیں گے یعنی سونے سے پہلے انہیں کھانا مل جائے گا۔

اور جب ہم نے معاشی بحران سے نکلنے کا یہ حل اپنے لکچرز میں بتایا اور کئی غیر مسلموں کو سود کی خطرناکی اور اس

کے نقصانات کو سمجھایا تو الحمدللہ انہوں نے اس بات کی سچائی کو تسلیم کیا اور آگے سودی نظام کو سپورٹ نہ کرنے کا وعدہ کیا ۔

سورۃ البقرۃ کی چار آیات میں دس طریقوں سے سود کی مذمت کی گئی جس سے سود کی حرمت کا اندازہ ہوتا ہے

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۔۔۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴾ سورة البقرة : 275-279﴿

ترجمہ: سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔ یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور

گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔۔۔اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

1) سود خور کو قیامت کے دن خبطی بنا دینے کی دھمکی دی گئی

2) حرام کا صریح کلمہ سود کی حرمت پر دلالت کر رہا ہے

3) سود سے رکنے کی دھمکی

4) سودی لین دین کرنے والوں کو جہنم کے عذاب کی دھمکی

5) سود خور لمبی مدت جہنم میں گذارے گا

6) سودی نظام کی تباہی کی دھمکی دی جا رہی ہے کہ اللہ تعالی خود اس کو تباہ و برباد کر دے گا

7) اللہ تعالی سود خور کو ناشکرا اور بڑا گناہ گار کے الفاظ سے خطاب کر کے نفرت کا اعلان کر رہا ہے

8) سود کو چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے

9) ایمان کے کمزور ہونے کا خدشہ ہے

10) اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔

ان تمام آیات و احادیث صحیحہ نیز جدید سروے اور شماریات سے سود کی خطرناکی کھل کر سامنے آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مذہبِ اسلام اس کو اس قدر سنگین جرم قرار دیتا ہے، لہذا انسانیت کی فلاح و بہبود اسی میں ہے کہ وہ سودی نظام کے ظالمانہ شکنجوں سے اپنے آپ کو آزاد کروائے تاکہ انسانی زندگی خوشحالی کی طرف لوٹ سکے۔

اللہ ہمیں حلال رزق نصیب فرمائے، دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے اور سود کی برائیوں سے ہماری اور ساری انسانیت کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

اسلام میں معصوم مسلم اور غیر مسلم کے جان ومال کی حفاظت ضروری

دس تعلیمات کی روشنی میں

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وأصحابه أجمعين، اما بعد

اسلام دین رحمت ہے،اس کا معنی سلامتی ہے۔اس کا بھیجنے والا اللہ ہے اوراللہ تبارک تعالی کا ایک نام سلام یعنی سلامتی والا ہے۔ اللہ تعالی نے دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارا بنانے کے لیے دین اسلام کو مختلف انبیاء اور رسولوں کے ذریعہ بھیجا جس کی آخری کڑی خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین محمد

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، دنیا کو حقیقی امن، چین، سکون اور راحت اسلام کے سائے میں ہی مل سکتی ہے۔

موجودہ دور میں میڈیا کے بعض گوشے اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ کر بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں، چنانچہ ہم نے ضروری سمجھا کہ زیرِ نظر مضمون میں ہم اسلام کی تعلیماتِ امن کو قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں پیش کریں تاکہ اسلام کے بارے میں غلط فہمی رکھنے والوں کی غلط فہمی کا ازالہ ہو اور اورآج جو دنیا امن و سکون کی متلاشی ہے ان کو امن وامان کے رہنما خطوط مل جائیں۔

ذیل میں ہم ترتیب وار اسلام کی تعلیماتِ امن-دس وجوہات اور دلائل کی روشنی میں، پیش کرنے کی سعادت

حاصل کر رہے ہیں جس میں ان شاء اللہ مدلل طریقہ سے یہ ثابت ہو گا کہ اسلام معصوم مسلم اور غیر مسلم کی جان ومال کی حفاظت کو ضروری قرار دیتا ہے۔

انسانی جان ومال کا تحفظ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

1) پہلی تعلیم: قتل کی مذمت

اسلام ہر مسلمان کو ہر معصوم اور بے گناہ فرد کی جان و مال کی حفاظت کرنے، اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اس کو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے اور ایک جان کی حفاظت کو ساری انسانیت کی حفاظت کے برابر قرار دیتا ہے اور ایک معصوم جان کے قتل کو خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ۔

جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے، اس نے گویا تمام لوگوں کو بچا لیا۔ اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم وزیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔(المائدہ:32)

بلکہ قتل کرنے کو پوری دنیا کو تباہ وبرباد کرنے سے زیادہ سخت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا زوال اور اس کی بربادی کسی مسلمان کو (ناحق) قتل کرنے سے زیادہ حقیر اور آسان ہے۔(سنن ترمذی:1395)

2)دوسری تعلیم:عدل وانصاف

اسلام معصوم غیر مسلموں کے ساتھ بھلائی کرنے اور انصاف کرنے کی تاکید کرتا ہے اور عدل و انصاف کو اپنانے کو واجب قرار دیا ہے، اور اس کو اللہ کی محبت کا ذریعہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جِلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(الممتحنہ:8)

تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ جہاں غیر مسلم افراد خود مسلم حکمرانوں کے پاس اپنا مسئلہ لے گئے اور عدل وانصاف کے مطابق ان کا فیصلہ کیا گیا۔

ایک مرتبہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پاس ایک ذمی نے شکایت کی کہ ایک مسلمان عباس بن ولید نے اس کی

زمین پر قبضہ کرلیا ہے اور میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ چاہتا ہوں۔ عباس بن ولید نے کہا کہ مجھے ولید نے یہ زمین دی ہے اور اس کی سند بھی میرے پاس موجود ہے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ذمی حق بجانب ہے تو عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے عباس سے کہا ولید کی سند پر قرآن کا حکم مقدم ہے اور فیصلہ ذمی کے حق میں دیا۔

ایسی بہت سی مثالیں اسلامی تاریخ میں موجود ہیں کہ جہاں غیر مسلموں کے جان و مال کی حفاظت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلم حکمرانوں نے کی ہے۔

3) تیسری تعلیم: **صلح اور امن و امان کی ترغیب**

اگر غیر مسلم مسلمانوں سے دشمنی کرتے ہوئے جنگ کرنے لگیں اور دوران جنگ اگر وہ صلح کی بات کریں، چاہیں

خواہ مسلمان کتنے ہی طاقتور اور غالب کیوں نہ ہوں اسلام امن کی تعلیم دیتے ہوئے ان سے صلح کرنے، ان کی جان کو نقصان نہ پہنچانے اور ان کی جان ومال کو امن وامان عطا کرنے کی تعلیم دیتا ہے، اور اگر دھوکہ کا خدشہ ہو تب بھی توکل علی اللہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جان ومال اللہ تعالی کے حوالے کرتے ہوئے صلح کی شکل میں امن وامان قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿﴾ وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿﴾

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ، یقیناً وہ بہت سننے جاننے والا ہے۔ اگر وہ

تجھ سے دغا بازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے۔ (الانفال: 61-62)

امن و امان کا حکم دیتے ہوے فتح مکہ کے موقع پر جو احکام نبی ﷺ نے دیے ہیں قابل ذکر ہیں فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ ، قَالَ: " وَفَدْنَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَفِينَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَكَانَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَصْنَعُ طَعَامًا يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ، فَكَانَتْ نَوْبَتِي، فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ: الْيَوْمُ نَوْبَتِي، فَجَاءُوا إِلَى الْمَنْزِلِ وَلَمْ يُدْرِكْ طَعَامُنَا، فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ : لَوْ حَدَّثْتَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُدْرِكَ طَعَامُنَا، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَجَعَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُمْنَى، وَجَعَلَ الزُّبَيْرَ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُسْرَى،

وَجَعَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْبَيَاذِقَةِ وَبَطْنِ الْوَادِي، فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ: ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ فَجَاءُوا يُهَرْوِلُونَ، فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ: هَلْ تَرَوْنَ أَوْبَاشَ قُرَيْشٍ؟، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: انْظُرُوا إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ غَدًا أَنْ تَحْصُدُوهُمْ حَصْدًا، وَأَخْفَى بِيَدِهِ وَوَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ، وَقَالَ: مَوْعِدُكُمْ الصَّفَا، قَالَ: فَمَا أَشْرَفَ يَوْمَئِذٍ لَهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَنَامُوهُ، قَالَ وَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا، وَجَاءَتْ الْأَنْصَارُ، فَأَطَافُوا بِالصَّفَا فَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُبِيدَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ:، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ: أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُمْ

أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، أَلَا فَمَا اسْمِي إِذًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ هَاجَرْتُ إِلَى اللَّهِ، وَإِلَيْكُمْ فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ، قَالُوا: وَاللَّهِ مَا قُلْنَا إِلَّا ضِنًّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ ".

(صحيح مسلم: 1780)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن رباح سے روایت ہے کہ ہم حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ہم میں سے ایک آدمی ایک دن اپنے ساتھیوں کے لیے کھانا پکاتا تھا، میری باری تھی تو میں نے کہا اے ابوہریرہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آج میری باری ہے۔ پس وہ (سب ساتھی) گھر آگئے لیکن کھانا ابھی تک تیار نہ ہوا تھا۔ تو میں نے کہا اے ابوہریرہ! کاش آپ ہمیں کھانا تیار ہونے تک رسول اللہ ﷺ کی کوئی

حدیث بیان کر دیتے۔ تو انہوں نے کہا فتح مکہ کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو دائیں طرف لشکر پر اور زبیر کو بائیں طرف کے لشکر پر اور ابو عبیدہ کو پیدل لشکر پر امیر مقرر کر کے وادی کے اندر روانہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میرے پاس انصار کو بلاؤ، میں نے انہیں بلایا تو وہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم قریش کے کمینے لوگوں کو دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا انہیں دیکھ لو جب کل تم ان سے مقابلہ کرو تو انہیں کھیتی کی طرح کاٹ دینا۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر اشارہ فرمایا اور فرمایا تمہارے ملنے کی جگہ صفا ہے۔ اس دن ان کا جو شخص بھی انصار کو ملا اسے انصار نے سلا دیا اور رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور انصار نے

حاضر ہو کر صفا کو گھیر لیا۔ پس ابو سفیان نے حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول قریش کی تمام جماعتیں ختم ہو گئیں آج کے بعد کوئی قریشی نہ ہو گا۔ ابو سفیان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن ہو گا اور جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی مامون ہو گا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی بحفاظت رہے گا۔ انصار نے کہا آپ ﷺ ایسے آدمی ہیں جنہیں اپنے خاندان کے ساتھ نرمی اور اپنے وطن کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔ اللہ کے رسول پر وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے یہ کہا تھا کہ اس آدمی ﷺ کو اپنے خاندان کے ساتھ نرمی کرنے اور اپنے وطن کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔ کیا تم جانتے ہو اس وقت میرا نام کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے تین بار یہ فرمایا کہ میں محمد ﷺ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔ میں نے اللہ اور تمہاری

طرف ہجرت کی ہے۔ میرا جینا تمہارے ساتھ اور میرا مرنا بھی تمہارے ساتھ ہو گا۔ انصار نے عرض کیا اللہ کی قسم ہم نے یہ بات صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کی حرص (اور آپ کی معیت سے محرومی کے خوف) سے ہی کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

4) چوتھی تعلیم: حالت جنگ سے متعلق ایک اہم تعلیم

اگر دوران جنگ پوری قوم میں سے ایک آدمی بھی اپنی جان کی امان چاہے تو اس کو امان دینا اور اس کو امن کی جگہ بحفاظت پہنچانا فرض قرار دیا گیا۔

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے۔ یہ اس لیے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔ (التوبۃ:6)

اس تعلق سے بہت سختی کے ساتھ حکم دیا، جیسا کہ مشہور واقعہ ہے جس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا، فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ، قَالَ: " أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ، حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟ " فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ، وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ، فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ قَاتَلْنَا حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ، وَأَنْتَ، وَأَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونُ فِتْنَةٌ. (صحيح مسلم: 96)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حدیث کے الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں (جنگ کے لیے) بھیجا، ہم نے صبح صبح قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات پر حملہ کیا، میں ایک آدمی پر قابو پالیا تو اس نے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہہ دیا لیکن میں نے اسے نیزہ مار دیا، اس بات سے میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس نے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہا اور تم نے اسے قتل کر دیا؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس نے اسلحے کے ڈر سے کلمہ پڑھا، آپ نے فرمایا: "تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا تاکہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کہا ہے یا نہیں۔" پھر آپ میرے سامنے مسلسل یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ (کاش) میں آج ہی اسلام لایا ہوتا (اور اسلام لانے کی وجہ سے اس کلمہ گو کے قتل کے عظیم گناہ سے بری ہو جاتا۔)

ابو ظبیان نے کہا: (اس پر) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اور میں اللہ کی قسم! کسی اسلام لانے والے کو قتل نہیں کروں گا جب تک ذوالبطین، یعنی اسامہ اسے قتل کرنے پر تیار نہ ہوں۔ ابو ظبیان نے کہا: اس پر ایک آدمی کہنے لگا: کیااللہ کا یہ فرمان نہیں: "اور ان سے جنگ لڑو حتی کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ کا ہو جائے۔" تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہم فتنہ ختم کرنے کی خاطر جنگ لڑتے تھے جبکہ تم اور تمہارے ساتھی فتنہ برپا کرنے کی خاطر لڑنا چاہتے ہو۔

آپ اندازہ لگایئے کے نبی ﷺ نے بار بار حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے فعل پر مذمت کی اور بار بار دہرایا کہ کیا تم نے اس شخص کے دل کو چیر کر دیکھا ہے؟ وہ افسوس کرتے

ہوے کہا کہ کاش کہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا کہ یہ غلطی مجھ سے سرزد نہ ہوتی۔

5)پانچویں تعلیم : غیر مسلم اسلامی حکومت میں بحیثیت مستامن

اگر کوئی غیر مسلم اسلامی حکومت میں بحیثیت مستامن رہتاہے تو اسلام اس کی جان ومال کی حفاظت کرنے کو واجب قراردیتاہے اور اگر امان دینے کے بعد کوئی مسلمان اس کو قتل کردے تو پہلے مرحلہ میں اس کو جنت سے محرومی کی وعیدسناتاہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ایسی جان کو مار ڈالے جس سے عہد کر چکا ہو (اس کو امان دے چکا ہو) جیسے ذمی، کافر کو تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (چہ جائے کہ اس میں داخل ہو) حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔“ (صحیح بخاری:6914)

جان تو جان، معاھد کے مال کی حفاظت کرتے ہوے حکم دیا:

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا کوئی حق چھینا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی کوئی چیز بغیر اس کی مرضی کے لے لی تو

قیامت کے دن میں اس کی طرف سے وکیل ہوں گا۔ (سنن ابوداود:3052)

حدیث میں حجیج کا لفظ ہے یعنی میں اس کے دعوے کی وکالت کروں گا۔

کوئی بھی غیر مسلم، مسلم ملک میں سفیر ایمباسڈر یا کوئی مستامن بن کر آتا ہے تو اس کو ملک میں امن دینا، اس کو دین بتانا اور اس کی امن والی جگہ تک پہنچانا، یہ ہر مسلم کی ذمہ داری ہے۔

6) چھٹی تعلیم : غیر مسلم ماں باپ سے دنیوی معاملات میں حسن سلوک کا حکم

بسا اوقات ایک جگہ رہنے والوں کے خیالات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک گھر میں ماں باپ اور

اولاد دین کے اعتبار سے مختلف ہو جاتے ہیں لیکن اسلام مسلمان اولاد کو دین کے اختلاف کے باوجود غیر مسلم ماں باپ سے دنیوی معاملات میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿﴾ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿﴾

ترجمہ: ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر

آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔(لقمان:14-15)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي ؟ قَالَ: نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ.

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری والدہ (قتیلہ بنت عبد العزیٰ) جو مشرکہ تھیں، میرے یہاں آئیں۔ میں نے آپ ﷺ سے

پوچھا، میں نے یہ بھی کہا کہ وہ (مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہشمند ہیں، تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر۔(صحیح بخاری:2620)

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:(فيه صلة القريب المشرك)اس حدیث میں ایسے رشتہ دار جو مشرک ہوں ان کے ساتھ بھی صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔

ہم جس کے ساتھ رہ رہے ہیں اگر ان کے عقیدے میں شرک ہو، اس کے باوجود ہم کو ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات قائم رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ ہم اپنے اچھے اخلاق، عادات واطوار سے انہیں دین حق کی دعوت دے سکیں کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں دعوت و تبلیغ کے فریضہ

کو انجام دینے کی بنیاد پر خیر امت قرار دیا اور دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ قرار دیا اور یہ فریضہ غیر مسلموں سے تعلقات رکھے بغیر انجام نہیں دیا جاسکتا ، خیر خواہی کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی کے کفر سے نفرت کی جائے مگر اس کو کفر کے دلدل سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

7)ساتویں تعلیم: غیر مسلموں کے حق میں خیر خواہی

آج دشمنی میں ساری قوم کو تباہ کرنے کی بات کی جاتی ہے جب کہ اللہ کے نبی نے طائف کے میدان میں اہل طائف کی جانب سے دی جانے والی بڑی بڑی تکالیف پر عفوو درگذر سے کام لے کر امن وامان کی ایک اعلی مثال قائم کی اوران کے حق میں دعائے ہدایت دے کر غیر مسلموں کے حق میں خیر خواہی اور اعلی اخلاق کی مثال قائم کی ۔

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟، قَالَ:"لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ، وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ، فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا".

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر

اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی، آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت

کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔
(صحیح بخاری:3231)

8)آٹھویں تعلیم: غیر مسلموں سے رواداری

اسلام امن وامان کے قیام کے لیے غیر مسلموں سے رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کی بعثت کے وقت قیصر وکسری کی جنگ چل رہی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے تھے،ان کی یہ مخاصمت اور دشمنی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے وجود کو مٹانے کے درپے تھے لیکن اللہ کے نبی کو جب اللہ تعالی نے مدینہ میں حکومت عطا کی تو آپ نے اپنے مخالفین کو نہ صرف برداشت کیا بلکہ یہود

ونصاری کو چند شرائط کے ساتھ اسلامی حکومت میں رہنے کی اجازت دی، آپ نے مدینہ کے یہود سے امن وامان کا اور مدینہ پر کسی دشمن کے حملہ کرنے پر بلا تفریقِ مذہب مدینے میں رہنے والوں کی جان ومال کی حفاظت کرنے پر معاہدہ کیا لیکن عقیدہ اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت سے کام نہیں لیا، آج کی دنیا کا نعرہ mutual coexistence ہے اس کو عملی طور پر آج سے چودہ سو سال قبل ہی مدینہ میں انجام دیا گیا۔

9)نویں تعلیم: عجلت سے ممانعت

اسلام امن وامان کے قیام کے لیے کسی بھی اہم خبر کے پہنچنے پر بغیر علم کے نادانی میں کوئی نتیجہ نکالنے سے منع

کرتا ہے، کیونکہ ہر ایک کے پاس قوم کے اجتماعی مسائل کو سمجھنے اور خبر کی اصل حقیقت کو جاننے کی صلاحیت اور ملکہ نہیں ہوتا لہذا اس کو علماء اور ذمہ داران کی جانب لوٹانے کا حکم دیتا ہے تاکہ نادانی میں معاشرہ کا امن وامان متاثر نہ ہو جائے، انفرادی اعمال کا اچھا اور برا اثر سارے معاشرے پر پڑتا ہے ہمارے چند اعمال واقوال ایسے ہوتے ہیں اگر وہ خیر والے ہوں اور اس کو پوری حکمت، ذمے داری اور سنجیدگی کے ساتھ برتا جائے تو اس کے اچھے اثرات سارے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں، اور اگر جذبات لاعلمی اور سوچ سمجھے بغیر ہم فیصلے لینے لگیں تو اس کے نہایت ہی مضر اثرات مسلم امت پر پڑتے ہیں، خاص کر سوشل میڈیا پر آنے والی ہر چھوٹی بڑی خبر کی سچائی اور موقع محل جانے بغیر

اس خبر کو پھیلانے پر ناقابل تلافی ملکی اور عالمی نقصانات ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا۔

ترجمہ: جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔(سورۃ النساء:83)

بغیر علم کے اجتماعی معاملات میں گفتگو کرنا شرعا درست نہیں ہے، آج لوگ بغیر علم کے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات پر گفتگو کرتے ہیں، بڑے جذباتی باتیں کرتے ہیں اور نوجوان نسل کے جذبات کا غلط استعمال کرتے ہیں، جس سے معاشرہ کو بہت سے نقصانات ہوتے ہیں، صحابہ کے دور میں ایک تابعی جلد بازی میں اجتماعی معاملات میں گفتگو اور فتوے دینے لگے تو صحابی رسول نے انہیں روکا اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اگر اجتماعی مسائل آتے تو ہم تمام اصحاب بدر کو جمع کر لیتے اور جب تک ان کی رائے نہیں لیتے تب تک کوئی فیصلہ نہیں کرتے اور آپ جلد بازی میں تنہا فتوے دے رہے ہو۔(اعلام الموقعین)

نبی اکرم ﷺ نے جلد باز اور لا علم اجتماعی معاملات میں بات کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ ، قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ." (سنن ابن ماجہ:4036)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مکر و فریب والے سال آئیں گے، ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن، اور اس زمانہ میں «رویبضة» بات کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: «رویبضة» کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حقیر

اور کمینہ آدمی، وہ لوگوں کے عام انتظام میں مداخلت کرے گا"۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ وقت کے اتھارٹی رکھنے والے ذمہ داران اور علماء تک بات پہنچائے تاکہ وہ مسئلہ کی صحیح نوعیت کو حالات اور شریعت کی روشنی میں سمجھ کر اس کا صحیح اور پر امن حل پیش کر سکے۔

10)دسویں تعلیم: جان ومال کی حفاظت

اسلام نے جان ومال کی حفاظت کو ایک مسلمان کے ایمان کی تکمیل سے جوڑا ہے اور اُس مسلمان کے ایمان کے تکمیل کی نفی کی کہ جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا مسلم یا غیر مسلم پڑوسی بھوک کی تکلیف میں وقت گذارے ۔نبی ﷺ فرماتے ہیں:

ليس المؤمنُ بالذي يشبعُ وجارُه جائِعٌ إلى جنبَيْهِ۔ (صحیح الجامع:5382)

ترجمہ: وہ آدمی کامل ایمان والا نہیں جو خود تو پیٹ بھر ارہے اور اس کے پڑوس میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

جو دین پڑوسی کی بھوک کی تکلیف میں مدد نہ کرنے والے کو ناقص الایمان قرار دے وہ دوسرے آدمی کو ناحق تکلیف دینے اوراس کے خون کے بہانے کی کیسے اجازت دے سکتاہے؟ بلکہ جس کا پڑوسی اس کی تکالیف سے محفوظ نہ رہے تو وہ آدمی پہلے مرحلہ میں جنت سے بھی محروم ہوجاتاہے۔اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

لا يدخُلُ الجنَّةَ مَن لا يأمَنُ جارُه بوائِقَه

وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کا پڑوسی اس کی تکالیف سے محفوظ نہ ہو۔(صحیح مسلم:46)

یہ دس تعلیماتِ امن ہیں جن کو پڑھ کر ایک انصاف پسند آدمی اسلام کے دینِ رحمت ہونے کی گواہی دے گا۔اس کے علاوہ اور بھی تعلیمات ہیں جن پر ہم اگلے ایڈیشن میں مزید تفصیل کے ساتھ ذکر کرینگے۔ان شاء اللہ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین